میں آپکے در کا خادم ہوں معصیاں سے اپنے نادم ہوں
کر رحمت مجھ پر بحر خدا یا حضرت شاہ علیم اللہ

گوہر نایاب

یعنی مختصر سوانحعمری

حضرت میاں سید بھیکھ صاحب و حضرت سید شاہ
علیم اللہ صاحب و میاں محمد جمال صاحب

از

سید ارشاد اللہ شاہ حسنی سجادہ نشین
بہشتی دروازہ شہر جالندھر

تعداد ۵۰۰ قیمت

قدوۃ المحققین زبدۃ الواصلین سراج الملۃ والدین شیخ المشائخ
والاولیا حضرت پیر دستگیر میر محمد سعید معروف بہ سید بھیکھ کھرامی رحمۃ اللہ علیہ

واضح ہو۔ کہ سیدنا و مولنا حضرت میر محمد سعید معروف بہ سید بھیکہ سید حسینی
ترمذی ہیں۔ آپ کے والد شریف کا اسم مبارک حضرت سید یوسف بن سید
قطب بن سید عبد الواحد بن سید احمد بن سید محمد سعید بن شاہ نظام الدین بن
شاہ عزیز الدین بن شاہ تاج الدین بن شاہ عز الدین بن شاہ عثمان بن سید
سلیمان کفار شکن بن مخدوم شاہ عبد الارشکن بن سید ناصر ترمذی بن موسیٰ خمیص
بن سید علی حسن خمیص بن سید حسین اصغر بن سید علی زین العابدین بن امیر
المومنین امام حسین بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ۔ حضرت کے
آباؤ اجداد سیوانہ میں سکونت رکھتے تھے۔ سیوانہ ایک قصبہ ہے جو پٹیالہ
سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں کی رہائش کا باعث بزرگوں نے اس

طرح پر تحریر کیا ہے۔ کہ سید احمد زاہد بن سید حمزہ ترمذی صاحب کشف وکرامات
تھے۔ ظاہر اقتدار یہ تھا۔ کہ ریاست ترمذ کے مالک تھے۔ چنانچہ بارہ ہزار دلاور
تیغ گذار اُن کے ملازم تھے۔ اور تین صاحبزادے تھے۔ ایک شاہ زید۔ دوسرا
سید حامد۔ تیسرا سید حسینؒ۔ ایک دن ملہم غیبی نے ان کے دل میں یہ بات ڈالی
کہ ریاست کا بندوبست کسی دوسرے اپنے وارث کے سپرد کرکے اپنے آپ کو
ان جھگڑوں سے فارغ کردو۔ اسی فکر میں تھے۔ کہ ریاست کا انتظام کس
کے سپرد کروں۔ اسی اثنا میں حضور سید المرسلین خاتم النبیین صلعم کی زیارت
سے مشرف ہوئے۔ حضور صلعم نے ارشاد فرمایا۔ اے فرزند! یہ دستار خلافت
میری طرف سے ہے۔ جو کوئی اس نعمت کے لائق ہو۔ اسکو عطا کر۔ اس ارشاد
کو سنکر آپ حیران ہوئے۔ کہ اس خلافت کا کون سزاوار ہے۔ اور نہایت
فکرمند ہوئے۔ ایک گھڑی کے بعد سر اٹھایا اور عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ صلعم
آپ کے نزدیک جو لائق ہو آپ خود ہی ارشاد فرمائیں۔ حضور سرور کائنات
صلعم نے فرمایا۔ کہ زید ہی لائق ہے۔ چنانچہ شاہ زید ان دنوں خوردسال تھے
اور اکثر اوقات مکتب میں پڑھنے جاتے تھے۔ سید احمد اُن کے والد ہاتھ میں
دستار لیکر مکتب میں تشریف لے گئے۔ اور شاہ زید کو اپنے روبرو بلاکر اُن
کے سر پر دستار باندھ دی۔ اور اپنا ولیعہد بنا لیا۔ قبل ازیں شاہ زید
کو جناب سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بشارت ملی تھی۔ کہ اے
فرزند میں تجھے دستار عطا کرتا ہوں اس کو ہوشیاری سے سنبھالنا۔ اور شاہ
زید کو اکثر اوقات حضوری میں شرف حاصل تھا۔ ایک دن نبی آدم علیہ

الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ اے فرزند ہندوستان کیطرف روانہ ہو۔ کہ
مسکن اور وطن تمہارا اس جگہ ہے۔ شاہ زید نے عرض کی۔ کہ جائے رہائش کا
نشان فرما دیا جائے۔ آپنے فرمایا۔ کہ تمہارے جھنڈے کے نیچے جہاں
ترصندل کا برتن اور سونے کی تھیلی ملے۔ وہی تمہارا وطن ہوگا۔ یہ نشان
دریافت کر کے اپنے تمام متعلقین اور لشکر کے ہمراہ ہندوستان کیطرف
متوجہ ہوئے۔ جب موضع دہر میں پہنچے تو چند فرزندان امیر المومنین حضرت
عثمان بن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جو لشکر کے سردار تھے۔ شاہ زید سے
عرض کی۔ کہ یہ خطہ دلکشا اور رہائش کے قابل معلوم ہوتا ہے اس لئے یہیں
قیام کرنا چاہئے۔ شاہ زید نے جواب دیا۔ کہ مجھے حضرت رسالت پناہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے وطن کی جگہ کا نشان بتا دیا ہے۔ جہاں وہ نشان ظاہر
ہوگا۔ وہاں رہائش کرونگا۔ ہاں اگر تم یہاں کی رہائش پسند کرتے ہو۔ تو
بسم اللہ رہو۔ چنانچہ انہوں نے تو عمارت بنانی شروع کر دی۔ اور شاہ زید
نے باقی لشکر کے ہمراہ کوچ کیا۔ جب ضلع حصار میں پہنچے۔ تو حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضور نے فرمایا۔ کہ اے فرزند!
تو اپنی جائے رہائش کو تو پیچھے چھوڑ آیا۔ وہاں سے چند منزل واپس لوٹ
کر موضع سیانہ کے قریب پہنچے۔ اور خیمے گاڑ دیئے۔ پیشتر ازیں شاہ زید
نے علمداروں کو مطلع کر دیا تھا۔ کہ جھنڈے کے نصب کرنے کی جگہ کو خوب
غور اور توجہ سے ملاحظہ کر لینا۔ اور صبح کیوقت جھنڈا گاڑنا۔ جو علامات وغیرہ
معلوم ہوں تو مجھے مطلع کرنا۔ چنانچہ صبح کیوقت جب جھنڈا نصب کیا گیا تو

مذکورہ بالا علامات پائی گئیں۔ شاہ زید کو اطلاع دیگئی۔ انہوں نے اُس
صندل کو اپنے سینہ بے کینہ پر ملا۔ اور سونے کی تھیلی کو اپنے خزانہ میں رکھدیا
اُسی وقت خوشی کے نقارے بجنے شروع ہوئے۔ اور ظاہر کر دیا گیا۔ کہ بموجب
اشارت بالبشارت سید المرسلین صلعم یہی ہماری جائے رہائش ہے۔ اور
اپنے لشکریوں کو مطلع کر دیا گیا۔ کہ اگر یہاں کے باشندے لڑائی جھگڑے
پر آمادہ ہوں۔ تو تم میں سے کوئی بھی پہلے ہاتھ نہ اٹھائے۔ بلکہ جھگڑے
کو رفع کرنے کی کوشش کریں۔ اس وقت سیانہ نام برہمن بڑا رئیس تھا۔ اور
وہاں سکونت رکھتا تھا۔ جب اس نے لوگوں کی زبانی یہ بات سُنی۔ تو اس
کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ اور لڑائی جھگڑے پر آمادہ ہوا۔ اور یہ پیغام
بھیجا۔ کہ تجارتی مال کا محصول ادا کرو۔ بغیر ادا کئے میں تم کو نہیں چھوڑونگا۔ چنانچہ
اس نے سوچا۔ کہ اس حیلہ سے وہ کوچ کر جاوینگے۔ اور اگر کوچ نہ کرینگے تو
جھگڑے اور مقابلہ سے باہر نکال دینگے۔ شاہ زید نے جواب دیا۔ کہ یہ مقام
دلکشا ہے۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ چند روز یہاں قیام کر کے سیر و شکار
سے دل بہلا کر اور تمہارا محصول ادا کر کے کوچ کر دینگے۔ اُس نے پھر پیغام
بھیجا۔ کہ محصول تمہیں معاف کیا۔ مگر یہاں سے ایک دم چلے جاؤ۔ ورنہ
اچھا نہ ہوگا۔ اور اگر خود بخود کوچ نہ کیا۔ تو تم دیکھ لوگے۔ کہ میں کس طرح کوچ
کرواتا ہوں۔ اس کے جواب میں شاہ زید نے یہ فرمایا۔ چونکہ یہ مکان ہمیں
ہمارے بزرگوں نے عطا فرمایا ہے۔ لہذا ہم یہاں سے نہیں جا سکتے
ہم اپنے مکان میں خوش رہیں تم اپنے مکان میں خوش رہو۔ اس جواب کے

سنتے ہی اُس بدکیش برہمن نے بہت سی فوج جمع کرکے لڑائی شروع
کردی۔ جب ان سے کچھ نہ ہوسکا۔ تو لاچار صلح کی درخواست کی۔ مگر دل
میں کینہ اور بغض چھپا رکھا۔ فریب اور دھوکہ سے صلح کا لباس پہنکر حضرت
شاہ زید سے محبت پیدا کی۔ اور تحقیقات میں مصروف ہوا۔ اور موقعہ
کو تاک میں رکھا۔ چنانچہ اس نے یہ ثابت کرلیا۔ کہ جسم مبارک آپکا بعینہ
جسم شاہ مرداں علی کرم اللہ وجہہ جیسا ہے۔ کہ کوئی ہتھیار کارگر نہیں ہوسکتا
مگر اس وقت جبکہ نماز میں مشغول ہوں۔ تو جسم مثل موم کے ہوجاتا ہے۔ اکثر
اوقات حضرت شاہ زید سالار لشکر جمعہ کے دن نماز ادا کرنے کے لئے
قصبہ گھڑام کی جامع مسجد میں جو کہ شاہ کھوکھو کے مزار شریف کے قریب ہے
تشریف لیجایا کرتے تھے۔ چونکہ آپکا دل بالکل صاف تھا۔ اس لئے
دشمنوں کا دل بھی اپنے ہی جیسا صاف سمجھتے تھے۔ سوائے دو خادموں
کے اور کسی کو ہمراہ تشریف نہ لیجاتے تھے۔ جمعہ کی نماز ادا کرکے واپس عصر
کی نماز موضع کلسیہ میں دریائے کے کنارے راستہ ہی میں ادا کرتے تھے
جب اس کافر کو اس بات کا علم ہوا۔ تو جمعہ کے دن چند آدمی جمع کرکے کہا۔ کہ آج
لشکر کا سردار نماز جمعہ ادا کرنے کو گھڑام جائیگا۔ وہاں سے واپس ہوکر عصر کی نماز برلب
دریا موضع کلسیہ میں ادا کریگا۔ تم عین اس وقت جبکہ نماز میں مشغول ہو سر تن سے
جدا کردینا۔ وہ بدکردار بموجب حکم اس بدذات کے دریا کے کنارے چھپکر بیٹھ
گئے۔ جب حضرت شاہ زید حسب معمول نماز عصر میں مشغول ہوئے۔ اور ابھی
دو رکعت نماز ادا کی تھی۔ کہ ان بدذاتوں نے وہاں سے نکل کر تیغ بیدریغ ایسی

چلائی۔ کہ سر مبارک تن سے جدا کردیا۔ اور بھاگ گئے۔ تن مبارک نے بغیر سر
ہی تمام نماز ادا کی۔ اور سر کو رومال میں لپیٹ کر اپنے بائیں ہاتھ میں اور شمشیر کو
دائیں ہاتھ میں پکڑکر گھوڑے پر سوار ہو سیانہ کیطرف ان بدبختوں کے تعاقب
میں روانہ ہوئے۔ بہتونکو واصل جہنم کیا۔ جب باقی فوج کو اس کی خبر ملی۔ تو
کافروں سے جنگ شروع ہوا۔ جنگ کرتے کرتے جب سیانہ کے قریب
آئے۔ تو اتفاق سے چند عورتیں کنوئیں سے پانی بھرتی تھیں۔ جب ان عورتوں
نے سپہ سالار کا حال دیکھا۔ تو حیران ہوکر بولیں۔ کہ دیکھو مسلمان بغیر سر کے ہی
جنگ کررہا ہے۔ جب یہ بات آنحضرت کے کان میں پہنچی۔ تو چند قدم چل
کر کھڑے ہوگئے۔ اور زمین کیطرف اشارہ کیا۔ تو زمین میں شگاف ہوگیا اور
بدن مبارک اس میں سماگیا۔ اور سر تن سے مل گیا۔ اور خادم سے فرمایا۔ کہ
اگر کچھ کھانے کے لئے ہے تو لا۔ خادم نے پانی اور کباب جو اُس کے پاس
تھا پیش کیا۔ آپ نے اس میں سے کچھ کھایا۔ اور ایک پختہ دیوار کو جو سامنے
تھی۔ اشارہ کیا۔ کہ مجھے چھپالے۔ اس قادر مطلق کے حکم سے وہ دیوار گر
گئی۔ اور اس شگاف کو بند کردیا۔ اس واقعہ کے بعد آپ کے بیٹوں اور بھائیوں
نے یہ مصلحت سوچی۔ کہ اس وقت جنگ موقوف کردیا جائے۔ اور حقیقت
حال بادشاہ وقت کے روبرو پیش کیا جائے۔ پس شاہ میر کو لشکر کا سردار مقرر
کردیا۔ اور سید حامد و سید حسین شاہ زید کے بھائی اور سید شاہ محمد اور سید
شہاب الدین اُن کے بیٹے یہ چاروں ملکر بادشاہ اسلام شمس الدین التمش
کے پاس پہنچے۔ کیونکہ وہ ان دنوں ہندوستان کے انتظام کے لئے موضع

سیانہ کے قریب ٹھیرا ہوا تھا۔ ان چاروں صاحبزادوں نے اس ملک میں آنے کی کیفیت اور شاہ زید کی شہادت کا ماجرا حرف بحرف جو کچھ گذرا تھا۔ ظاہر کیا۔ اس وقت اس موضع کے راجہ کا وکیل اور سیانہ برہمن حاضر تھے۔ انہوں نے عرض کی۔ بادشاہ سلامت یہ سب لوگ اپنے ہمراہ فوج کثیر لے کر سلطنت پہ قابض ہونے کے لئے آئے تھے۔ اور ہم لوگ جو آپ کے نمکخوار رعایا اور خیر خواہ ہیں۔ اس بات میں مزاحم ہوئے۔ اس لئے جنگ شروع ہوا۔ اور طرفین کے آدمی مارے گئے۔ آگے جو حضور کی مرضی ہو حکم فرمایا جاوے۔ بادشاہ نے حکم دیا۔ کہ ان چاروں کو قید کر دیا جاوے۔ چنانچہ یہ چاروں صاحبزادے قید کر دیئے۔ جب بادشاہ رات کو بستر استراحت پر لیٹا۔ تو اُسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت ہوئی۔ حضور نے فرمایا۔ کہ سید عابد۔ سید حسین۔ و سید شاہ محمد و سید شہاب الدین ترمذی میرے بیٹے تیرے پاس امداد لینے کیلئے آئے تھے۔ ہو ابھی تک تو نے اُن کی فریاد نہ سُنی۔ بادشاہ جب بیدار ہوا۔ تو چارپائی سے اُترا۔ اور سادات کی حرمت اور ادب کا لحاظ کر کے نیچے زمین پر بیٹھ گیا۔ اور یہ خیال کیا۔ کہ شائد قید خانہ میں صاحبزادوں کو چارپائی نہ ملی ہو۔ اسی وقت خادم کو حکم دیا۔ کہ قید خانہ میں جا کر ان سید زادوں کے حال سے مجھے مطلع کرو۔ جب خادم گیا۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ چاروں انگیٹھی کے مقابل بیٹھے آگ تاپ رہے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ جدامجد نے ہماری مدد کی ہے۔ دوسرے نے کہا۔ کہ مدد تو کی۔ مگر ابھی

تک خبر نہیں لی۔ خدمتگار نے یہ سب باتیں سُنکر بادشاہ کے روبرو بیان کر دیا۔ بادشاہ نے جونہی یہ بات سُنی قید خانہ کیطرف روانہ ہوا۔ ان سے ملاقات کر کے جو کچھ گذرا تھا معذرت چاہی اور یہ عرض کی۔ کہ میرے ایک لڑکی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے ایک اُس کو قبول کر لے۔ سب نے صلاح و مشورہ کر کے سید شہاب الدین سے عقد کر دیا۔ بادشاہ نے امداد کے لئے فوج مقرر کر دی۔ اور لڑکی کو شاہانہ جہیز دیکر رخصت کیا۔ اسوقت جبکہ بادشاہ کو حضور رسالت پناہ علیہ الصلوات والسلام کی بشارت ہوئی تھی۔ اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ سلیمان کو فرمایا کہ اے فرزند اٹھ اور کافروں کو مار۔ شاہ سلیمان علی الصباح فوج کو آراستہ کر کے ٹوٹ پڑے۔ جس میں سیانہ برہمن مارا گیا۔ اور اس پر قابض ہو کر اس کا نام سیوانہ رکھا۔ اس جگہ کو فتح کر کے راجہ گم ٹھلہ کی سرکوبی کے لئے گئے۔ اور وہ مشرف باسلام ہوا۔

شاہ سلیمان نے فتح و نصرت کا نامہ اپنے بھائیوں کو جو بادشاہ کے لشکر کے ہمراہ گئے ہوئے تھے۔ بھیجا۔ انہوں نے اس نامہ کو پڑھکر فوج کو رخصت کر دیا۔ کیونکہ اب ضرورت نہ تھی۔ جب بادشاہ کو یہ خبر ملی اپنی لڑکی کی ملاقات کو آیا۔ اور نصیحت کی۔ کہ بنی فاطمہ اور بنی ہاشم سے مؤدبانہ پیش آنا۔ اور انکی تعظیم و تکریم میں کوتاہی اور دعویٰ برابری ہرگز نہ کرنا۔ شاہزادی نے باپ کے حکم کی تعمیل ایک سال تک کی۔ اس کے بعد عرض کی۔ کہ اتنی مدت بنی فاطمہ سے مؤدب رہی۔ آئیندہ کو میں ڈرتی ہوں کہ شائد مجھ سے

کسی قسم کی بے ادبی ہو جائے۔ اس لئے میں امید کرتی ہوں کہ مجھے کوئی علیحدہ وطن مرحمت فرمایا جائے۔ بادشاہ نے گم تغلق کی جاگیر سید شہاب الدین کے نام کر دی اور گوجر لوگ جو اُس جگہ رہتے تھے۔ اُن کو حکم کر دیا۔ کہ اس جگہ کو چھوڑ کر قلعہ دہلی کے دامن میں جس کو تغلق آباد کہتے ہیں۔ چلے جاؤ۔

حاصل کلام حضرت پیر دستگیر میراں سید بھیکہ کے آباؤ اجداد نے سیواؔنہ میں سکونت کی۔ چونکہ آپ کے والد ماجد کو بعض بدکرداروں نے شہید کر دیا تھا اس لئے والدہ ماجدہ حضرت پیر دستگیر نے بوجہ حسد برادری معہ حضرت صاحب جبکہ اُنکی عمر سات سال تھی۔ سیوانہ سے قصبہ گھڑام میں سکونت اختیار کر لی۔ اور حضرت کو اخوند فرید کے مکتب میں برائے تعلیم داخل کر دیا آپ کی ایک ہندو بچہ سے بوجہ ہم عمری اور ہم مکتبی محبت اور الفت پیدا ہو گئی۔ علی ہذا ان سے بھی مکتب کے دوسرے لڑکوں کو یہ محبت ناگوار گذری اور ملامت شروع کی۔ کہ فقیر بچہ سے اس قدر اٹھنا بیٹھنا مناسب نہیں ہم رئیس زادے ہیں۔ ہمارے ساتھ میل جول بڑھانا مناسب ہے۔ حضرت نے اس طعنہ پر بوجہ غیرت اس کہنے والے ہندو بچہ کے منہ پر ایسا طمانچہ مارا۔ کہ اس کے کان کے بالے میں سے دو موتی ٹوٹ گئے۔ جو نہایت قیمتی تھے۔ جب اخوند فرید نے یہ ماجرا دیکھا۔ تو اس نے ہندو بچہ کے والدین کے خوف سے اور بوجہ آمدنی جو اُن سے تھی۔ حضرت صاحب کو ہاتھ سے پکڑ کر باہر کر دیا۔ اور کہا۔ کہ خبردار مکتب کے اندر مت آؤ۔ اور اپنا راستہ لو حضرت جونہی کہ مدرسے نکلے حسب عادت بچوں میں کھیلنے کیلئے مشغول ہو گئے اور

کچھ دن اسی طرح گذار دیئے۔ ایک دن حضرت شاہ جلال حضرت شاہ فاضل قلندر کے بھائی جو شاہ قمیص قادری سڈھوری کی اولاد سے تھے۔ اپنے مریدوں کے ہاں قصبہ گھڑام میں تشریف فرما تھے۔ اور شاہ لکھو لکھو کے مزار کی زیارت سے واپس گھڑام آتے ہوئے قصبہ کی دیواروں کے قریب لڑکوں کو کھیلتے دیکھا۔ اور حضرت صاحب ان بچوں میں کھیل رہے تھے شاہ جلال صاحب نے اس جگہ کھڑے ہو کر بچوں کا حسب نسب دریافت کرنا شروع کیا اور ایک ایک سے حال پوچھا۔ جب حضرت صاحب تک استفسار کی نوبت پہنچی۔ پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے اور کس کا ہے۔ لڑکوں نے کہا۔ کہ سیوانہ سے سید یوسف کا بیٹا ہے۔ حضرت شاہ جلال نے جب یہ بات سُنی تو حضرت کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر شفقت سے فرمایا۔ کہ اے صاحبزادے تمہاری یہ عمر کھیل کود کی نہیں۔ اب تمہارا وقت پڑھنے لکھنے کا ہے حضرت نے جوابدیا۔ میں کیا کروں۔ اخوند نے مجھکو مکتب سے نکال دیا ہے۔ حضرت شاہ جلال نے جواب دیا۔ مجھے آج تمہاری خاطر قیام کرنا پڑا اور اخوند کو تاکید کرونگا۔ کہ تمہاری تعلیم میں غفلت نہ کرے۔ اور شاہ جلال صاحب نے رات کیوقت اپنے چار مریدوں کو بلا کر فرمایا۔ کہ تم کو حضرت میر الغصا کے کھانے پینے کاغذ قلم اور سیاہی وغیرہ کی خبر رکھنی ہوگی۔ اور جو اخوند کی تنخواہ وغیرہ ہو۔ بلا عذر دو۔ تاکہ اس بچے کی تعلیم و تربیت میں غفلت نہ کرے۔ اور کھاتے وقت حضرت شاہ جلال صاحب نے حضرت میر الغصا کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا۔ کھانے کے بعد تھوڑا طعام حضرت کو دیا۔

کہ اپنی والدہ صاحبہ کے لئے لے جاؤ۔ مگر حضرت میر الصاحب نے
بوجہ عالی ہمتی اور متوکلانہ خیال سے عرض کی کہ والدہ صاحبہ کا رازق اللہ
پاک ہے۔ شاہ جلال صاحب دوسرے دن علی الصباح مٹھائی۔ کاغذ
اور لباس لیکر حضرت کے گھر گئے۔ اس وقت حضرت صاحب حسب
عادت طفلانہ سوئے ہوئے تھے۔ شاہ جلال صاحب نے کہا۔ اے میراں
یہ عمر ایسی نہیں کہ سونے میں ضایع کیجاوے۔ پھر آپ کا ہاتھ منہ دھلا
لباس پہنا اپنے ہمراہ اخوند فرید کے پاس لے گئے۔ اور اخوند کو فرمایا۔ کہ
اے فرید! میں آج ایک سفارش لیکر آیا ہوں اخوند نے جواب دیا۔ کہ بندہ
غلام بیدام ہے۔ اور جو کچھ ارشاد فرمائیں بدل وجان کرنے کو حاضر ہوں
مگر آپ سید میراں بھیکہ کی سفارش نہ کریں۔ جونہی حضرت شاہ جلال
نے اخوند سے یہ بات سُنی تو جلال میں آگئے۔ اور کہا کہ تو مردود ہے۔ پیر
کے حکم کو ٹالتا ہے۔ اخوند یہ کلمات سُنکر خوف سے کانپ گیا۔ اور معذرت
چاہی۔ کہ بندہ ہر طرح حاضر ہے۔ تب حضرت شاہ جلال نے فرمایا۔ کہ
تیرے پاس قران شریف گلستان اور بوستاں پڑھکر مکتب کا خلیفہ ہوگا۔ اور
کان میں کہدیا۔ کہ یہ سید زادہ اپنے زمانے کا قطب ہے۔ تم کو ان کی
واجبی طور پر خدمت کرنی واجب ہے۔ اور ان کی تعلیم وتلقین میں غافل مت
رہنا۔ اخوند نے منظور کیا۔ اور حضرت صاحب کی تعلیم میں بہت کوشش
کی۔ یہانتک کہ آپ استاد صاحب کی مہربانی اور کوشش اور اپنی خداداد
لیاقت سے قریباً چھ ماہ میں تمام قران مجید اور مذکورہ بالا دونو کتابیں پڑھ

کر مکتب کے خلیفہ ہو گئے۔ اور دس بارہ لڑکے اُن کی زیر تعلیم سپرد کئے گئے۔
جب جوانی کے قریب پہنچے۔ ایک شخص گھڑام سے فوجدار ہو کر حسن ابدال کیطرف
گیا۔ حضرت پیر دستگیر کو اپنے بیٹے کی تعلیم کے لئے ہمراہ لے گیا۔ جب اس ضلع
میں پہنچے۔ خداشناسی کے جذبات جو دبے ہوئے تھے۔ ظہور میں آنے شروع
ہوئے۔ اور ہر قسم کے درویشوں سے خواہ ہندو ہوتا۔ خواہ مسلمان۔ ملاقات
اور خداطلبی کی باتیں کیا کرتے۔ جب فوجدار مذکور کو یہ خبر ملی۔ تو اس کو وہم پیدا
ہوا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ حضرت میر الصاحب درویشوں کے ہمراہ کہیں چلے جاویں
اور مجھکو انکی والدہ سے شرمندگی اٹھانی پڑے۔ لہذا فوجدار نے حضرت کو
واپس گھڑام بھیجدیا۔ واپس آکر حضرت صاحب ایک درویش شاہ قاسم
کے پاس موضع نلوہ میں جو گھڑام سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر تھا۔ تشریف
لیگئے۔ اور ایک سال تک آگ جلانیکی خدمت کرتے رہے۔ شاہ قاسم نے ایک دن
اپنی چھت کیلئے شہتیر ترشوایا۔ اور درویشوں کو حکم دیا۔ کہ دس بارہ آدمی جاکر اٹھا
لائیں۔ حضرت صاحب اس وقت حاضر نہیں تھے۔ درویش فرمان کے بموجب
گئے۔ ہر چند زور لگایا۔ مگر شہتیر نہ اٹھایا گیا۔ خالی ہاتھ واپس آئے۔ اس اثناء
میں حضرت میراں صاحب بھی تشریف لے آئے۔ پوچھا کہ تم کہاں گئے تھے درویشوں
نے حقیقت حال ظاہر کی۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ آؤ ہم تم پھر اٹھانے کو چلیں آپ نے
بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر شہتیر پر ہاتھ ڈالا۔ اور اٹھاکر لے گئے۔ جب اس شہتیر
کو ناپا۔ تو چھت کے اندازے سے چھوٹا نکلا۔ حضور نے جب اپنا ہاتھ دیوار
پر رکھا۔ تو ہاتھ کی برکت سے شہتیر برابر نکلا۔ جب درویشوں نے اس کرامت

اورتصرف کا معائنہ کیا۔ تو سروں سے ٹوپیاں اور خرقہ اپنے تن سے اتار کر شاہ قاسم
کے آگے پھینک دئیے۔ اور کہا کہ یہ فقیر آگ جلانے کی خدمت کرتا ہے۔ اور ابھی
بے نواؤں کی باتوں سے خبردار نہیں ہوا۔ اس کو اس قدر صاحب تصرف کر دیا
اور ہم باوجود اتنی مدت خدمت کے ابتک محروم ہیں۔ ہم کو بھی صاحب کرامت
بنا دو۔ شاہ قاسم نے جواب دیا۔ کہ حقیقی قسام حق تعالےٰ ہے۔ یہ خود سیّد زادہ
اور بزرگ ہے۔ اور اس کے آباؤ اجداد بھی صاحب کمال گذرے ہیں۔ مجھکو
اس بات میں کیا دخل۔ ان دنوں شاہ قاسم کے پیر بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں
نے فرمایا۔ کہ اے قاسم ہم تو چھوٹی چھوٹی ندیاں ہیں۔ اور میر الضاحب بڑا سمندر
تجھ سے اور ہم سے یہ سیراب نہیں ہو سکیگا۔ تمہیں چاہئے۔ کہ ان کو کسی اور جگہ
سے فیض حاصل کرنے کی اجازت دیدو۔ حاصل کلام بموجب حکم پیر کے شاہ
قاسم نے میر الضاحب کو رخصت دیدی۔ حضرت میر الضاحب نے جواب دیا۔
کہ باوجود اس بات کے کہ میں نے اتنی مدت آپ کی خدمت کی۔ پیر آپ مجھے جواب
روانگی دیتے ہیں۔ اگر اجازت ہی دیتے ہیں۔ تو کم از کم مجھے یہ فرما دیں۔ کہ میں
کونسے بزرگ کی خدمت میں جاؤں۔ اتفاق سے شاہ سجادل حضرت شاہ
ابوالمعالی کے مرید بھی حاضر تھے۔ انہوں نے جواب دیا۔ اے میراں! میں تم
کو ایک کامل بزرگ کے پاس لے چلتا ہوں۔ مگر مرید کو پیر کے پہچاننے کا مادہ
ہونا چاہئے حضرت نے فرمایا کہ پیر کو بھی مرید کی شناخت کا مادہ ضروری ہے
الغرض شاہ سجادل و حضرت صاحب نلوہ سے انبہٹہ کو جو حضرت شاہ
ابوالمعالی صاحب کا مسکن تھا۔ روانہ ہوئے۔ جب انبہٹہ کے نزدیک

پہنچے۔ تو شاہ سجادل حضرت میراں صاحب سے پہلے شاہ ابوالمعالی صاحب
کی خدمت میں پہنچے۔ اور حضرت صاحب حقہ پینے لگ گئے۔ جب شاہ سجادل
اندر گئے۔ تو حضرت شاہ ابوالمعالی صاحب نے فرمایا۔ کہ اپنے رفیق کو کہاں
چھوڑ آیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ پیچھے آتا ہے۔ شاہ سجادل اٹھے تا کہ
حضرت صاحب کو خدمت اقدس میں پیش کریں۔ حضرت صاحب خود
ہی تشریف لا رہے تھے۔ شاہ سجادل ان کو ہمراہ لیکر اندر چلے۔ تو حضرت
میراں صاحب نے ملاقات سے پہلے ہی فرمایا۔ کہ میرے پیر صاحب چارپائی
کی پائنتی کیطرف بیٹھے ہیں۔ جس وقت سامنے گئے۔ شاہ ابوالمعالی صاحب
نے فرمایا۔ میراں! تمہارا رفیق حقہ کہاں ہے۔ حضرت صاحب نے جواب
دیا۔ کہ میں نے چھوڑ دیا۔ حضرت شاہ ابوالمعالی صاحب نے تلقین فرمائی۔ اور
بیعت سے مشرف فرمایا۔ اور واپسی کا حکم دیا۔ حضرت میر الضاحب واپس
نلوہ میں پہنچے۔ اور بیہوش ہو گئے۔ یہانتک کہ تین دن اسی حالت میں رہے۔
جب ہوش میں آئے گٹرام کو روانہ ہوئے۔ گٹرام پہنچکر محمد فاضل قانونگو
کی مسجد میں سکونت اختیار کی۔ وہ حضرت صاحب کی اس سکونت کو
ایک عطائے الٰہی جان کر ہر روز نان و نفقہ سے خدمت کرتا تھا۔ کھانے
پینے سے حضرت میر الضاحب کو یہ نقصان پہنچا۔ کہ عبادت و ریاضت
میں غفلت شروع ہو گئی۔ عبدالکریم نامی کا تب جو بچپن سے حضرت میر الضاحب
کے ساتھ رابطہ اخلاق و اخلاص رکھتا تھا۔ کام کاج سے فارغ ہو کر
حضرت صاحب کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ اور اس کو گانے بجانے کا بہت

شوق تھا۔ ایک دن حضرت نے فرمایا۔ کہ عبدالکریم! تو اپنے گھر چلا جا
میرے کام میں ہرج نہ کر۔ اس نے کہا۔ کہ جس ذکر کا آپ کو شوق ہے۔
آپ کریں۔ اور جس کا میں شائق ہوں میں کرتا ہوں۔ پس حضرت صاحب
خدا تعالےٰ کی عبادت میں مشغول ہو گئے۔ اور وہ گاتا رہا۔ حضرت صاحب
کا اس کے گانے سے ہرج ہوا۔ حضرت نے باہر آ کر اس کو فرمایا۔ کہ اے
جوانا مرگ! اس جگہ سے اٹھ۔ جونہی کہ عبدالکریم نے دستار باندھنی
شروع کی۔ تپ لاحق ہو گیا۔ اور ابھی تین گھڑی نہ گذری تھیں۔ کہ وہ مر گیا
حضرت صاحب کو اس کی موت سے سخت صدمہ ہوا۔ کیونکہ رفیق پرانا تھا
طبیعت پراگندہ ہو گئی۔ اس پریشانی کو رفع کرنے کے لئے غلیل لے کر
باہر چلے جایا کرتے تھے۔ اور دل بہلاتے تھے۔ چند روز اسی طرح
گذر گئے۔ ایک دن جب غلیل لیکر باہر گئے۔ دیکھا۔ کہ دو جانور اکٹھے
بیٹھے ہیں۔ حضرت صاحب ابھی غلہ چلانے کے قصد ہی میں تھے۔ کہ حق سبحانہٗ
تعالےٰ نے جانوروں کو بولنے کی طاقت دی۔ اور صاف زبان میں کہنے لگے
کہ سبحان اللہ میراں بھیکہ تو حضرت شاہ ابوالمعالی کی خدمت میں بحیثیت
ایک فقیر آیا ہے۔ اُن کو پھر کیسے منہ دکھائیگا۔ کیونکہ کسی کو ستانا فقیروں
کا طریقہ نہیں۔ جب حضرت میرالصاحب نے یہ بات سنی۔ تو دل پر ایسی چوٹ
لگی۔ کہ غلیل کو اسی وقت توڑ دیا۔ اور دل کو ان سب باتوں سے پاک
کر کے پروردگار کی عبادت میں لگانے کا ارادہ کیا۔ اور اس مسجد میں جو
اب اُن کے مزار شریف کے نزدیک ہے۔ رہائش اختیار کی۔ ان دنوں

مسجد کی حالت بہت شکستہ تھی۔ اور اس کے صحن میں بڑ کا ایک بڑا
بھاری درخت تھا۔ جس پر گوناگون جانور آ کر بیٹھتے تھے۔ اور اُن کی بیٹھیں
حضرت میرالصاحب کی نشست گاہ کو گندہ کرتی تھیں۔ حضرت صاحب
کی زبان مبارک سے نکلا۔ کہ مسجد کا مالک اگر اس درخت کو کاٹ دے
تو کم از کم جگہ تو پاک رہے۔ یہ فرما کر آپ قضائے حاجت کو باہر گئے
بقضائے الٰہی ایک لحظہ میں درخت کے ٹہنے خودبخود گرنے شروع
ہوئے۔ جب قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آئے۔ تو تمام
لکڑیوں کو اکٹھا کر کے صحن مسجد کو جھاڑو سے صاف کیا۔ جب صاحب
مسجد کو معلوم ہوا۔ کہ میرالصاحب برائے استقامت مسجد میں آئے
ہوئے ہیں۔ تو اس مسجد کو ازسرنو تعمیر کرانے کا ارادہ کیا۔ اور انہی لکڑیوں
کے شہتیر ڈالدیئے۔ اور ایک حجرہ علیحدہ مسجد سے حضرت صاحب کی
سکونت کے لئے تعمیر کر دیا۔ چنانچہ اب تک وہ حجرہ موجود ہے۔ لیکن
جسوقت حضرت صاحب کا روضہ شریف تعمیر ہوا۔ اُس وقت حجرہ
کی شکل تبدیل کر دی گئی۔ اور بجائے لکڑی کے چونے اور اینٹوں سے
ڈاٹیں جوڑ دیں۔ حاصل کلام حضرت صاحب نے وہیں سکونت اختیار
کی۔ اور نتھا نامی منیار کو جو خدا دوست اور محب الفقرا تھا۔ اپنے پاس
بلایا۔ اور فرمایا۔ کہ مجھے بھی اپنے عیال سے ہی شمار کر کے جو کچھ کھانا
موجود ہوا کرے۔ بے تکلف لے آیا کر۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ کسی کو اس
سے آگاہی نہ ہو۔ اور میں تم کو کھانے کے لئے اس واسطے تکلیف

دیتا ہوں۔ کہ تیری کمائی حلال ہے۔ کیونکہ جو چوڑیاں ٹوٹ جاتی ہیں اُن کا تُو
مالک ہے۔ اور جو ثابت رہتی ہیں وُہ خریدار کا مال ہے۔ اُس نے اس خدمت
کو اپنی خوش قسمتی اور سعادت سمجھ کر قبول کیا۔ اور ایک روٹی دے جایا کرتا
تھا جس کو حضرت میراں صاحب چھ سات روز تک پانی میں بھگو بھگو
کر کھاتے رہتے۔ اور حجرہ کا دروازہ بند کر کے یادِ الٰہی میں مصروف رہتے
یہانتک کہ ابوابِ فیض اُن پر کھل گئے۔ اور صفائی قلب پورے طور
پر ہو گئی۔ یہانتک کہ ایک روز شاہ ابوالمعالی صاحب انبٹھہ میں چٹائی
پر بیٹھے ہوئے داڑھی مبارک میں کنگھی کر رہے تھے۔ اور ایک بال
چٹائی پر گر گیا۔ حضرت صاحب نے کھڑام میں ہی بیٹھے ہوئے بذریعہ کشف
دیکھا۔ کہ میرے پیر کی داڑھی مبارک کا بال گر کر فلاں جگہ پڑا ہے۔ ایسا نہ
ہو کہ کسی کا پاؤں پڑ جائے۔ اسی وقت انبٹھہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور
حضرت شاہ ابوالمعالی صاحب کی خدمت اقدس میں پہنچ گئے۔ اور عرض
کی۔ کہ فلاں روز ایک بال حضور کی داڑھی مبارک سے ٹوٹ کر چٹائی پر
گر گیا تھا۔ شاہ ابوالمعالی صاحب حضرت میراں صاحب کو ہمراہ لے گئے
اور فرمایا۔ کہ اے میراں! وُہ بال کہاں ہے۔ حضرت صاحب
نے جس جگہ وہ بال تھا۔ اٹھا کر خدمت اقدس میں پیش کیا۔ حضور شاہ
ابوالمعالی صاحب کہ شیخ اکمل اور بزرگ مکمل تھے۔ اور حضرت میراں صاحب
کی قابلیت کو دیکھ کر چاہتے تھے۔ کہ میراں صاحب کمال کے معراج پر
پہنچ جاویں۔ اور ایسے شعبدات میں نہ پھنسیں۔ فرمایا۔ کہ اے میراں

یہ کوئی فقیری نہیں۔ فقیری اس سے بالاتر ہے۔ باطنی علاج کے لئے طرح
طرح کے کلمات فرماتے رہے۔ اور ہر روز ایک مرغ ذبح کر کے تین
روز تک کھلاتے رہے۔ یہانتک کہ اُن کی طبیعت کو ایسی باتوں
سے پھیر دیا۔ بعد ازاں حضور میراں صاحب کو رخصت کر کے فرمایا۔ کہ
اے میراں! جا۔ اور اللہ کی عبادت میں مشغول ہو۔ حضرت صاحب
کھڑام پہنچے۔ اور اُسی حجرہ میں رہائش اختیار کی۔ تھوڑے عرصہ کے
بعد حضور شاہ ابوالمعالی صاحب نے ایک نوازشنامہ حضرت میراں صاحب
کو اپنے پاس بلانے کے لئے بھیجا۔ چونکہ حضرت میراں صاحب ان دنوں بوجہ
مجاہدات اور قلت طعام بدرجہ غایت دُبلے ہو رہے تھے۔ جواب تحریر
فرمایا۔ کہ اس وقت مجھے حاضر خدمت ہونے کی طاقت نہیں ہے۔
انشاء اللہ تھوڑے دنوں تک خدمت اقدس میں حاضر ہونگا۔ جس وقت
حامل رقعہ جواب لیکر روانہ ہو گیا۔ حضرت میراں صاحب نے اپنے آپ کو
ملامت کی۔ اور کہا۔ کہ تیری کیا مجال تھی۔ کہ پیر کے حکم کو یوں ٹال دیا قاصد
کے جانے کے دو گھڑی بعد حضرت میراں صاحب خود انبٹھہ کیجانب
روانہ ہو گئے۔ اور کھڑام سے انبٹھہ کا فاصلہ پچاس کوس تھا۔ قریباً
دو گھڑی غروب آفتاب میں باقی تھیں۔ کہ منزلِ مقصود کو پہنچ گئے
جونہی کہ خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہ ابوالمعالی صاحب نے دریافت
فرمایا۔ کہ اے میراں کھڑام سے کب روانہ ہوئے تھے۔ حضرت صاحب
نے جواب میں عرض کیا۔ کہ حضور کا قاصد آج ہی دو گھڑی دن گذرے

میرے پاس پہنچا تھا۔ میں نے اس کا مطالعہ کیا۔ چونکہ ضعف بدنی مجھے بدرجہ
کمال تھا۔ اس لئے میں نے لکھدیا تھا۔ کہ فی الحال مجھ میں طاقت نہیں
ہے۔ انشاء اللہ چند روز کے بعد حاضر خدمت ہونگا۔ جسوقت میں نے قاصد
کو روانہ کیا۔ میں نے اپنے نفس کو ملامت کی اور خود روانہ ہُوا۔ دو گھڑی
میں حضور کیخدمت حاضر ہو گیا ہوں۔ حضرت ابوالمعالی صاحب نے
جواب دیا۔ کہ دریا اور نہر نے جو راستے میں پڑتے ہیں کیا سلوک کیا۔
حضرت نے جوابدیا۔ کہ میں ان پر سے صاف گذر آیا۔ اور میری جوتی کا
تلا بھی تر نہ ہُوا۔ اسی قدر سوال و جواب ہوئے تھے۔ کہ شاہ ابوالمعالی
صاحب نے میر الضاحب کو رخصت کر کے فرمایا۔ کہ ایسی ایسی باتیں ٹھیک
نہیں ہُوا کرتیں۔ پس حضرت حسب دستور تھوڑے دنوں میں کھڑام پہنچے
اور راستہ میں کشتی پر سوار ہو کر دریا کو عبور کیا۔ واپس آکر عبادت
میں مشغول ہو گئے۔ اور دن کو گلی کوچوں سے پرانے چیتھڑے جمع کرتے
اور رات کیوقت ان کو پاک صاف کرتے۔ اور کنوئیں پر ایک لکڑی کا
تختہ ڈالکر اس پر بیٹھتے۔ اور اپنے نفس سے مخاطب ہو کر فرماتے تھے۔
کہ اگر تو ایک دم غافل ہوگا۔ تو کنوئیں کی تہ میں گر کر ہلاک ہوگا۔ تمام شب
تختہ پر بیٹھکر اللہ کی یاد میں مشغول رہتے تھے۔ اور دن کیوقت کپڑوں کو
پیوند لگاتے۔ ایک مدت اسی طرح گذر گئی۔ چونکہ حضرت شاہ ابوالمعالی
صاحب نے حضرت میر الضاحب کو رخصت کرتے وقت یہ فرمایا تھا۔
کہ اب تم آنے کا قصد نہ کرنا۔ میں خود تمہارے پاس پہنچونگا۔ اس واسطے

حضرت صاحب کچھ عرصہ تک حضور پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے
بعد ایک مدت کے حضرت شاہ ابوالمعالی صاحب بموجب الکریم
اِذَا وَعَدَ وَفَا (سخی جب وعدہ کرتا ہے۔ تو پورا کرتا ہے) کھڑام میں
تشریف لائے۔ اور پیراہن کلاہ چادر اور پاجامہ جو اپنے ہمراہ سلوا کر
لائے تھے۔ حضرت میر الضاحب کو عطا کر کے فرمایا کہ پہن لو۔ حضرت
میر الضاحب نے تواضع کی رو سے عرض کی۔ کہ بندہ کو اس لباس کے
پہننے کی طاقت نہیں۔ یہی گودڑی جو میں نے پہنی ہوئی ہے۔ میرے لائق
ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ میں کہتا ہوں اور تم عذر کرتے ہو۔ بموجب
الامر فوق الادب حضور کے فرمانے پر لباس پہن لیا۔ اور ادب
بجا لائے۔ ان دنوں حضرت میر الضاحب بوجہ پرہیز کسی کی دعوت
قبول نہ کرتے تھے۔ اس وقت حضرت شاہ ابوالمعالی صاحب نے فرمایا
کہ لوگوں کیطرف سے تم کو ضیافت قبول کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اگر قسمت
میں حلال لکھا ہے۔ تو ہر طرح ملیگا۔ اور اگر حرام نصیب ہے۔ تو ہر چند
احتیاط اور پرہیز کیجاوے۔ مفید نہ ہوگی۔ اس کے بعد حجرہ سے باہر لاکر
اپنے ہمراہ لے گئے۔ اور ظاہری اور باطنی دعوتیں کھلائیں۔ جہانتک ہوسکا
کوشش کی۔ اور حضرت میر الضاحب کو خلافت دیکر کمال تک پہنچا دیا۔
طالبان حق دُور دُور سے آنے جانے شروع ہوئے۔ اور حسب لیاقت
فیض پانے لگے۔ نقل ہے۔ کہ موضع گم تھا جو کھڑام سے بارہ کوس اور
سیوانہ سے چھ کوس ہے۔ وہاں کے زمینداروں نے جو حضور میر الضاحب

کے خادم تھے۔ ایک قطعہ زمین حضور کی نیاز کردی۔ حضرت صاحب نے اس زمین میں میوہ دار درختوں کا ایک باغ۔ کنواں اور بارہ دری تیار کرائی۔ چونکہ جگہ نہایت خوشگوار تھی۔ اس لئے حضور نے چاہا۔ کہ مائیٹر وغیرہ وہیں رکھی جاوے۔ لہذا گم تھلہ میں حویلی طیار کرانے کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ خبر کلڑام کے لوگوں کو پہنچی۔ چونکہ وہ زیادہ خوش اعتقاد تھے۔ جمع ہوکر التجا کی۔ کہ گم تھلہ میں حضور کا تشریف لے جانا ہماری بدقسمتی کا باعث ہے جسطرح ہو۔ حضور کلڑام ہی میں تشریف رکھیں۔ کہ برکت اور دفع بلا کا باعث ہے۔ چنانچہ شیخ سنتا اور شیخ محمود بافندہ اور شیر محمد کائیتھ قانونگو ساکن کلڑام اور زنگے خاں وغیرہ زمینداران موضع ظفر پور اور دیگر رئیس جمع ہوکر گم تھلہ میں حضور کیخدمت میں پہنچے اور عرض کی۔ کہ ہم نے سنا ہے۔ کہ آپکا ارادہ گم تھلہ میں رہنے کا ہے۔ چونکہ حضور نے ابتداء عمر سے اب تک مجاہدہ اور ریاضت کلڑام ہی میں کی ہے۔ اور ہم لوگ ہر روز حضور کی زیارت کے عادی ہوگئے ہیں۔ اور ہماری آبادی حضور کے قدموں کی برکت سے ہے۔ اس لئے ہم امید کرتے ہیں۔ کہ حضور باقی عمر بھی وہیں بسر کریں۔ اور ہم حضور کے لئے کلڑام میں حویلی طیار کرواتے ہیں۔ حضور نے جواب دیا۔ کہ بہتر۔ تمہاری بات میں نے قبول کی۔ تم جاؤ۔ اور حویلی تیار کرواؤ۔ جس وقت تیار ہوجائے۔ مجھے مطلع کرو۔ اس عرض کے قبول ہوجانے پر انہوں نے خوشی خوشی واپس آکر تمام ماجرا فتحیاب خان کائیتھ ساکن کلڑام کیخدمت میں جو بادشاہ کا منصب دار اور حضور

کا خادم تھا۔ لکھکر بھیجا۔ جب اُسنے یہ خط پڑھا۔ فوراً اس نے اپنی حویلی کہ جہاں اب روضہ شریف ہے۔ حضور کی نذر کردی۔ جو کچھ اور مریدوں نے نذر وغیرہ پیش کیں۔ سب حویلی طیار کرانے پر خرچ کردیں جب حویلی طیار ہوئی۔ اسوقت حضور میرانصاحب بطور سیر تھانیسر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ کلڑام سے ایک خادم وہاں پہنچا۔ اور عرض کی۔ کہ حضرت قبلہ حویلی طیار ہوگئی۔ اب تشریف لے چلیں۔ آپنے فرمایا۔ بہت اچھا۔ مگر جس شخص کے سپرد کیجادیگی۔ وہ اس جگہ حاضر نہیں ہے۔ حضور نے حقائق و معارف آگاہ میاں شیخ امان اللہ صاحب کو جو حضور کے خادموں میں سے ممتاز تھے۔ اور ان دنوں سرہند میں تشریف رکھتے تھے۔ بلانے کے لئے خط لکھا۔ شیخ امان اللہ صاحب نے جسوقت خط پڑھا۔ سر آنکھوں سے لگایا۔ اور قدم بوسی کا ارادہ کرلیا۔ سیادت و نجابت پناہ حقائق و معارف آگاہ سید مرتضیٰ کروڑی جو سرہند کے رئیس اور حضور کے دوست تھے۔ اُن کا گھر راستہ ہی میں تھا۔ جب ان کے پاس پہنچے تو اس خط سے جو حضور کیطرف سے آیا تھا۔ اطلاع کی۔ اور کہا۔ کہ میں اب رخصت چاہتا ہوں۔ سید مرتضیٰ نے کہا۔ کہ تھوڑی دیر توقف کرو۔ سید صاحب نے اپنی رتھ اسی وقت تیار کراکر خود اور شیخ امان اللہ صاحب کو سوار کرکے حضور کی خدمت میں روانہ ہوکر خدمت مبارک میں حاضر ہوگئے۔ حضرت پیر دستگیر نے فرمایا۔ اے امان اللہ! تم مجھے پسند کرتے ہو یا سرہند کو۔ شیخ امان اللہ نے جب یہ الفاظ زبان مبارک سے سُنے

توچند نعرے مار کر عرض کی۔ کہ حضرت قبلہ اگر سرہند میں مَیں نے رہائش اختیار
کی۔ تو محض حضور ہی کے ارشاد کے بموجب اور حقیر کو تو دارین میں سوائے
ذات بابرکات کے اور کچھ مطلوب نہیں۔ حضور نے فرمایا۔ مجھے بھی تمہاری
طرف سے یہی توقع تھی۔ اب ان لوگوں کے ہمراہ جاؤ۔ اور کھڑام میں سکونت
اختیار کرو۔ اب میں بھی کمزور ہو گیا ہوں۔ اور چاہتا ہوں۔ کہ سیر کرتا ہوا تمہارے
پاس پہنچکر پھر کبھی وہاں سے نہ ہلوں۔ تم خاطر جمع سے وہاں جاؤ۔ یہ لوگ تمہارے
رفیق ہیں۔ جو کوئی تمہاری مخالفت کریگا۔ خود ہی پشیمانی اٹھائیگا۔ اور غضب
الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ اس سے پہلے فتحیاب خاں مذکور نے جو شیخ امان اللہ
سے عقیدت رکھتا تھا۔ کہڑام سے چالیس بیگہ زمین کی فرد بطور نذر شیخ صاحب
کیخدمت میں پیش کی تھی۔ اور انہوں نے کمال استغناء کی رو سے اس کاغذ
کو پرزے پرزے کر کے جواب دیا تھا۔ کہ مجھے اس کی کیا ضرورت ہے۔
فتح یاب خاں نے حویلی کی تیاری کے بعد کاغذ مذکور شیخ امان اللہ کے نام
پھر درست کر کے حضرت میرالصاحب کیخدمت میں اس خیال پر بھیجا۔
کہ شیخ امان اللہ صاحب حضور کے فرمان کو رد نہ کرینگے۔ اور ضرور قبول
کرینگے۔ حضور نے رخصت کیوقت وہ کاغذ شیخ کو عنایت کر کے فرمایا۔
کہ اسے لے لو۔ کیونکہ درویشوں کی خدمت میں کام آئیگی۔ شیخ صاحب نے
کاغذ قبول کر لیا۔ رخصت لیکر ان لوگوں کے ہمراہ کھڑام آکر حویلی میں داخل
ہوئے۔ چونکہ بہت وقت بے فائدہ گذرتا تھا۔ اسلئے چلہ کشی کا ارادہ
کیا۔ حضرت پیر دستگیر میرالصاحب نے ان کو رخصت کر کے سید مرتضےٰ

کے ہمراہ سیر کے طریق پر شاہ آباد۔ انبالہ۔ ہنوز چھت ہوتے ہوئے موضع
چونی تشریف لے گئے۔ اس جگہ شاہ زین کی زیارت کر کے فرمایا کہ اے
یاران میرا سرہند جانے کا ارادہ ہے۔ مگر سرہند کیطرف آجکل پروردگار
جلال کی نظر رکھتا ہے۔ شاہ اورنگ نے جو معتقد درویش تھا۔ عرض
کی کہ حضرت سلامت! جس جگہ جلال ہو وہاں نہ جانا چاہیئے۔ آپ نے
فرمایا۔ کہ اب تو میں سرہند کے ارادہ سے آیا ہوں۔ کیونکہ اکثر لوگ
ملاقات کے مشتاق ہیں۔ وہیں جاؤنگا۔ سرہند پہنچ کر سید مرتضےٰ کی
حویلی میں اُترے۔ زائرین ہر طرف سے شیرینی اور میوہ لیکر قدمبوسی
کو آئے۔ ایک بھنگی خربوزے لایا۔ آپ نے فرمایا۔ تقسیم کر دو۔ ایک
خربوزہ ہاتھ میں لیکر درویش کو کہا۔ کہ طاق میں رکھ دو۔ کہ یہ امان اللہ کا
حصہ ہے۔ آپ نے ایک قاش کھائی ابعد میں کچھ دودھ پیا۔ کچھ عرصہ
کے بعد آپکو احتباس بول یعنی پیشاب رُک جانے کا عارضہ ہو گیا بیقراری
میں آپ شیخ امان اللہ کو اکثر یاد فرماتے تھے۔ ایک درویش نے یہ حال
دیکھکر فوراً کھڑام کیطرف روانہ ہو کر شیخ امان اللہ کو حضرت میرالصاحب
کی بیماری کی بابت خبر دی۔ شیخ امان اللہ صاحب چلہ کو ترک کر کے
حضور کیخدمت میں معہ ایک سو پچاس درویش اور رئیس روانہ ہوئے
جب سرہند میں پہنچے اور قدمبوسی حاصل کی حضور نے فرمایا۔ کہ یہ
خربوزہ تیرا حصہ ہے۔ کھا لے۔ بموجب حکم شیخ صاحب نے اس خربوزہ
کو جو نعمت صوری اور معنوی سے پر تھا۔ کھا لیا۔ اس کے کھاتے ہی

سلوک کی باقی منزلیں بھی طے ہوگئیں۔ جب بیماری کی خبر گرد و نواح میں پھیلی
درویش اور معتقد ہر طرف سے سرہند میں جمع ہو گئے۔ حضور نے خیال فرمایا
کہ اس قدر مہمان اس شہر کے باشندوں کے لئے تکلیف کا باعث ہے۔
اس لئے لوگوں کو فرمایا۔ کہ مجھے خدا کے سپرد کر کے اپنے گھروں کو واپس
چلے جاؤ۔ چونکہ شیخ امان اللہ کے ہمراہ بھی بہت مہمان تھے۔ ان کو بھی حضور
نے بیقراری میں فرمایا۔ کہ تم بھی رخصت ہو جاؤ۔ شیخ صاحب نے عرض کی
کہ فقیر نے درویشوں کے لئے ایک جگہ سے ۲۰۰ من غلہ طلب کیا ہے
کسی کو بھی ہماری مہمانداری کی تکلیف نہ ہوگی۔ آپ نے فرمایا۔ تمہارا اختیار
جب بیماری بڑھتی گئی۔ تو آپنے فرمایا۔ کہ دائرہ کیطرف روانہ ہو چلو۔ درویشوں
نے حضور کو محافہ میں سوار کیا۔ اور دائرہ کو چلے۔ سرائے مالونہ میں رات
رہے۔ آپ نے کچھ پیشاب کیا۔ چونکہ درویش اور معتقد ہمراہ تھے شادمان
ہوئے۔ اور صدقہ دیا۔ دوسرے دن کوچ کیا۔ حضور راستہ میں جگہ جگہ درویشوں
سے پوچھتے تھے۔ کہ دائرہ ابھی کتنی دور ہے۔ اور میرزا جعفر علی خاں شاہ آبادی
کو جو مرید راسخ الاعتقاد اور منصب پنجہزاری رکھتا تھا۔ بہت یاد فرماتے
تھے۔ جب موضع سیونٹہ جو موضع سنگین کے قریب ہے۔ پہنچے حضور نے
خادموں کو فرمایا۔ کہ پروردگار جو چاہتا ہے وہی ظہور میں آتا ہے۔ بندہ
کی مرضی کوئی چیز نہیں۔ خیر جو ہونا تھا ہو گیا۔ ہر چند تم میری تندرستی مانگتے
ہو۔ مگر خدا کی مرضی اس کے خلاف ہے۔ رات کو اسی گاؤں میں جہاں
کہ حضرت صدیق اکبر کی اولاد رہتی تھی۔ قیام کیا۔ انہوں نے درویشوں

کی خدمت کرنے میں حسب توفیق کوئی کوتاہی نہ کی۔ موضع سیوانہ کے سید
صاحبان بھی اس جگہ آپہنچے اور درویشوں سے کہا۔ کہ حضور کو سیوانہ میں
جو آپکا وطن ہے۔ لے جانا چاہیئے۔ جب آخرات ہوئی۔ روح مبارک
جسم خاکی سے عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ اگلی
روز دوشنبہ ۵۔ رمضان المبارک ۱۱۳۱ھ ہجری کو دائرہ شریف کے
درویشوں نے جو حاضر تھے۔ کہا۔ کہ حضور کا جنازہ دائرہ شریف سے لے
جانا چاہیئے۔ کیونکہ دائرہ کو بہت یاد فرماتے تھے۔ سادات سیوانہ چاہتے
تھے۔ کہ سیوانہ میں لے جاویں۔ حقائق آگاہ شیخ امان اللہ اور دیگر رئیس
ور درویشوں کو یقین تھا۔ کہ حضور کی مرضی کلڑام کی تھی کیونکہ تھانیسر چھوڑنے
کیوقت شیخ امان اللہ سے فرمایا تھا۔ کہ اس سیر سے فرصت پاکر تمہارے
پاس ٹھیرونگا۔ اور اس جگہ سے پھر نہ ہلونگا۔ اور نیز جب حضرت صاحب
اور حضور شاہ ابوالمعالی صاحب کلڑام میں باہم تشریف رکھتے تھے۔
ایک باشندہ اپنے گھر جہاں حضور کا اب مزار ہے۔ دعوت کر کے لے گیا
اس اثناء میں حضرت شاہ ابوالمعالی صاحب نے حضور میر الصاحب کو فرمایا
کہ جس جگہ تمہاری طبیعت چاہتی ہے سیر کرو۔ آخر تمہاری یہی جگہ ہے۔
اور انگلی مبارک سے تربت کی جگہ پر اشارہ کیا تھا۔ چونکہ یہ بات شیخ
اور اُن کے رفیقوں کے دل میں تھی۔ اس لئے چاہتے تھے۔ کہ جنازہ
کلڑام میں لے جاویں۔ اور سادات عظام کیخدمت میں عرض کی۔ کہ جھگڑا
اچھا نہیں۔ مناسب ہے۔ کہ یہاں سے کلڑام جنازہ لے چلیں۔ اس

کے بعد اگر آپ کی مرضی سیوانہ ہی کو لے جانے کی ہوگی۔ تو بسم اللہ۔ ہم
بھی تمہارے ہمراہ ہونگے۔ سادات اس بات پر راضی ہوگئے۔
اور جنازہ کھڑام لے گئے۔ یہ مشورہ ہوا۔ کہ غسل وغیرہ یہاں دیکر بعد
میں جو صلاح ہوگی کیا جاویگا۔ اتفاق سے ایک لوزوار دو تھان سفید
کپڑے کے لے آیا۔ اور کہا۔ یہ حضور کی نذر ہے۔ اسی کا کفن بنایا جاوے
پس غسل دیکر ان کپڑوں کا کفن پہنایا۔ جنازہ کی نماز ادا کی۔ اسی اثنا میں
رات ہوگئی۔ شیخ امان اللہ۔ شاہ کرم علی۔ شاہ سجادل اور شاہ اورنگ
نے جو کہ کھڑام کے رئیسوں میں سے صاحب قوت تھے۔ سادات کی خدمت
میں عرض کی۔ کہ اب رات کا موقعہ ہے آرام کرکے صبح کو جو صلاح
ہوگی کیا جاویگا۔ اس کے بعد شیخ امان اللہ اور دیگر قصبہ کھڑام کے رہنے
والوں نے آپس میں خفیہ مشورہ کرکے رات رات تابوت بنوا کر اس
خزانہ عرفان کو دفن فرما دیا۔ اور قریب ایک سو چوکیدار جا بجا بٹھائے
باقی سادات جو سیوانہ میں تھے۔ ہتھیار باندھکر رات ہی رات میں
کھڑام آپہنچے۔ جب دن چڑھا کہنے لگے۔ جنازہ کو سیوانہ لے چلو۔ شیخ
امان اللہ وغیرہ نے کہا۔ کہ جنازہ تو دفن کر دیا گیا۔ اگر ہمت ہے۔ تو
نکال لو۔ وہ کہنے لگے۔ تم جھوٹ بولتے ہو۔ جنازہ تم نے چھپا دیا ہے
آپس میں فساد شروع ہوا۔ لاٹھی اور ہتھیاروں سے بھی لڑائی کی نوبت
پہنچی۔ طرفین کے بہت سے آدمی زخمی ہوئے۔ چونکہ مرضی جناب حضرت پیر
دستگیر کی کھڑام ہی میں رہنے کی تھی سادات اپنا سا منہ لیکر واپس سیوانہ چلے

چند روز کے بعد دائرہ شریف کے درویشوں نے بہادر بیگ کو جو گینہ
اندری۔ تھانیسر۔ کھڑام اور بوہڑ کا فوجدار تھا۔ اپنے ساتھ شامل کرکے نزدیک
کے دور قریباً دو ہزار زمینداروں کو جمع کرکے کھڑام میں اس ارادہ سے آئے۔ کہ لڑائی
کرکے حضرت کے تابوت کو نکال کر دائرہ شریف لے چلیں۔ جب ندی گاوری
جو کھڑام سے چار کوس کے فاصلہ پر ہے۔ پہنچے۔ اس قدر بارش اور اولے
برسے کہ خود بخود بھاگ گئے۔ اور یہ سمجھ لیا۔ کہ حضور کی مرضی مبارک بھی
یہی ہے۔ کہ کھڑام ہی میں رہیں۔ آخرکار سلالہ خاندان مصطفوی و زبدۂ
دودمان مرتضوی میر محمد باقر فرزند رشید حضرت شاہ ابوالمعالی صاحب
حضرت پیر دستگیر کے اول عرس شریف میں دائرہ شریف کے بہت سے
درویشوں کے ساتھ اس ارادہ پر تشریف لائے۔ کہ تابوت کو دائرہ لے
جائیں۔ اور معتبر درویشوں کو جمع کرکے یہ فرمایا۔ کہ آج اللہ کے فضل سے
حضرت کے کامل درویشوں میں سے بہت سے جمع ہیں۔ مناسب ہے
کہ حضور میرانصاحب کی روح مبارک سے متوجہ ہوں۔ آنکیطرف سے
جو ارشاد ہو۔ یعنی تابوت نکالنے یا نہ نکالنے کا ارشاد ہو۔ عمل کیا جاوے
اور مخالفت اور جھگڑے کی باتوں کو لوح سینہ سے مٹا دیا جاوے
درویش چند روز متوجہ رہے۔ اور اشارے پاتے رہے۔ آخرکار شہزادہ
محمد باقر صاحب نے حضرت شیخ امان اللہ صاحب سے پوچھا۔ کہ آپکو کیا معلوم
ہوا۔ عرض کی۔ کہ فقیر کو حضور پیر دستگیر نے فرمایا۔ کہ میری حضرت شاہ
ابوالمعالی صاحب کے فرمان کے مطابق ہمارے رہائش یہی ہے۔ خاطر جمع

رکھو۔ اس کے بعد محمد باقر صاحب نے بھی فرمایا۔ کہ مجھکو بھی یہی ارشاد ہوا ہے کہ اے صاحبزادے! تبدیلی کا خیال تمہارا بالکل بیجا اور نامناسب ہے۔ اس سے پرہیز کرنی چاہیئے۔ جب ان دونوں بزرگواروں نے اس راز کو ظاہر کیا۔ دوسروں کو بات کرنے کی مجال نہ رہی۔ اور اتفاق کیا۔ کہ تابوت کو یہیں رہنے دیں اور گنبد عالی اور مسجد قدیم اور دوسرے مکانات تعمیر کئے جائیں۔ کیونکہ ان تعمیرات کا حکم پہلے سے ہی صادر ہوچکا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا +

ولادت باسعادت آں آفتاب سپہر ولائیت بدر فلک ہدائیت بتاریخ ۹۔ رجب المرجب روز دوشنبہ پیش از طلوع آفتاب مطابق ۱۲۴۶ھ ہجری بہ نظر آمد۔ عمر شریف ۸۴ سال +

تاریخ وفات ۵۔ رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۱ھ ہجری یوم یکشنبہ

روضہ شریف آپکا قصبہ کھڑام شریف علاقہ ریاست پٹیالہ میں مرجع خاص و عام ہے۔ اور عرس ۱۲۔ و ۱۳ شعبان کو ہوتا ہے۔ اس وقت حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب مسند سجادگی پر متمکن ہیں +

آفتاب چشتیہ ماہتاب قادریہ قطب الاقطاب حضرت پیر دستگیر سید علیم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فاضل جالندہری

حضرت پیر دستگیر اپنی تصنیف کردہ کتاب تحفۃ السالکین میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ جب میری عمر پندرہ سال کی تھی۔ شرح تلخیص سیدی و سندی حضرت کبیر صاحب جالندہری سے پڑھتا تھا۔ چونکہ ان دنوں میں سید کبیر صاحب قدس سرہٗ کو ورد و وظائف کا زیادہ شوق تھا۔ اور پڑھانے وغیرہ سے دل سیر ہوگیا تھا۔ اس لئے سبق زیادہ نہیں پڑھاتے تھے۔ پڑھنے میں ناغے زیادہ ہوتے تھے۔ بدیں وجہ مطالعہ میں کوتاہی ہوتی تھی۔ جو وقت بعد ورد کے بچتا تھا۔ اس میں صوفیائے کرام کی کتابوں کا مطالعہ کرتا تھا۔ خاصکر کتاب عوارف المعارف جو کہ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کی تصنیف ہے پڑھتا تھا۔ اس لئے مطالعہ کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس فرقہ کی محبت دل میں پیدا ہوگئی۔ اور کبھی کبھی دل میں آتا تھا۔ کہ کسی درویش کے پاس پہنچکر فیض حاصل کروں۔ چونکہ کتاب مذکورہ بالا طریقہ سہروردیہ میں تھی اور اس میں شریعت کا ظاہری لحاظ بہت تھا۔ اور مجھے مطالعہ کا شوق تھا۔ اسلئے شوق پیدا ہوا۔ کہ کسی ایسے درویش کے پاس جاؤں۔ جو کہ سہروردی طریقہ رکھتا ہو۔ ہر چند کوشش کی۔ مگر کسی بھی بزرگ کی جو اس فرقہ کا ہو اور طالبوں میں مشہور ہو۔ خبر نہ ملی۔ مگر چشتیہ خاندان کے بہت سے مشائخوں کا ذکر اکثر سنا جاتا تھا۔ اور خاصکر جناب سید میران جی کہ جنا

کی تعریف کرتے تھے۔ چونکہ ان کے طریقہ میں سماع کے سننے کا شوق تھا
اس لئے طبیعت اس فرقہ سے گریز کرتی تھی۔ لیکن خدا کا شکر ہے۔ کہ
بچپن سے اگرچہ میں سماع اور اُس کے سننے والوں کا منکر نہیں تھا۔ پھر بھی
پرہیز لازمی سمجھتا تھا۔ حاصل کلام میری حالت اسی فکر میں تھی۔ کہ رات
کو میں نے خواب دیکھا۔ کہ ایک خوبصورت جوان آیا ہے۔ جس نے مجھے
کہا۔ کہ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔
اور فرمایا ہے۔ کہ خدا کی یاد میں مشغول رہو۔ اور اس سے غفلت میں نہ رہو۔
جب میں نیند سے جاگا۔ میں نے خیال کیا۔ کہ خاندان چشت سے کوئی بزرگ
میری طرف توجہ رکھتے ہیں۔ اور میرے آباؤ اجداد بھی اس سلسلہ میں شامل تھے۔
اس لئے پریشانی دور ہوگئی۔ اور میں نے پختہ ارادہ کرلیا۔ کہ ضرور چشتیہ طریقہ
قبول کرونگا۔ اور مرید ہونگا۔ مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ کہ کس شیخ کا مرید ہوں
اور ہر ایک سے پوچھتا تھا۔ کہ اس زمانہ میں چشتیہ سلسلہ کا کون بزرگ ہے
جس سے ارادت کیجاوے۔ اکثر سب یہی کہتے تھے۔ کہ آجکل مثل میراں
سید بھیکہ صاحب نہ کوئی دیکھا ہے۔ اور نہ سنا ہے۔ اس لئے لوگ
ان کی شان میں مناقب کہتے تھے۔ مذکورہ بالا وجوہات پر دل حضرت
سید میراں صاحب کیطرف رجوع ہوا۔ یہانتک کہ ایک رات خواب
میں دیکھا۔ کہ میں اور سید عابد فرزند سید ابراہیم مرحوم ایک جگہ بیٹھے
ہیں۔ حالانکہ اُن دنوں میں خورد سال تھا۔ اور سید عابد مجھ سے
چند سال بڑے تھے۔ مگر پھر بھی میری اور اُن کی بڑی محبت تھی۔ اور

بدیں وجہ مجھے مزارات کی زیارت کے لئے ہمراہ لیجایا کرتے تھے۔ میں نے
میں نے ان کو خواب میں ہی کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ زیارت میراں سید
بھیکہ صاحب کی کروں۔ آپ میرے ہمراہ چلیں۔ انہوں نے جواب دیا
کہ چلو۔ پس ہم روانہ ہوگئے۔ یہانتک کہ منزل بمنزل چلتے ایک صحرا لق و
دق میں جس جگہ کہ نہ کوئی عمارت تھی۔ اور نہ ہی درخت تھا۔ پہنچے۔ اور
اس صحرا میں ایک شہر دیکھا۔ جو چاردیواری سے گھرا ہوا تھا۔ اور حضرت
پیر دستگیر اس صحرا میں ایک چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ سر مبارک
مغرب کیطرف اور رُو مبارک جنوب کو اُس شہر کیطرف۔ اور ہم مغرب
کیطرف چارپائی سے ستر قدم کے فاصلہ پر کھڑے ہوکر اور زیارت کرکے
بجانب مشرق روانہ ہوگئے۔ تھوڑی دور چلکر میں نے سید عابد سے کہا
واپس ہوکر پھر زیارت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ طبیعت کو ابھی تسکین نہیں ہوئی
حاصل کلام پھر واپس ہوئے۔ پہلی جگہ پہنچکر چارپائی کے مقابل کھڑے
ہوگئے۔ ناگاہ حضرت پیر دستگیر نے برق کی مانند اپنا ہاتھ بڑھا کر مجھے
داہنے ہاتھ سے پکڑ لیا۔ اور اپنی طرف کھینچا۔ یہانتک کہ میرا سینہ چارپائی
کے نزدیک پہنچا اور وہاں [illegible] کے نزدیک ایک برتن مٹی کا پانی سے بھرا
ہوا دیکھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ کوزہ لے لے اور وضو کر۔ میں
نے اس کو اُٹھا لیا اور وضو کرلیا۔ اور میں نے آسمان کیطرف نگاہ کی
تاکہ معلوم کروں۔ کہ کونسی نماز کا وقت ہے۔ جس کے لئے وضو کا حکم دیا ہے
میں نے دیکھا۔ کہ وقت نماز عصر کا ہے۔ اور ابھی تین گھڑی دن باقی

رہتا تھا۔ جونہی کہ میں نے وضو کیا۔ آنکھ کھل گئی جب ہوش میں آیا۔ دیکھا کہ وقت نماز فجر ہے۔ اٹھا۔ وضو کیا۔ اور مسجد میں جاکر نماز باجماعت پڑھی۔ اس سے پہلے میں نے بہت کوشش کی تھی۔ کہ فجر کی نماز وقت پر گذاروں۔ اور قضا نہ ہو۔ مگر بوجہ نوعمری اور غلبہ نیند کبھی وقت پر نماز ادا نہیں ہوتی تھی۔ میری آرزو بدرجہ کمال تھی۔ کہ ایک دفعہ تو فجر کی نماز وقت پر پڑھوں۔ مگر یہ آرزو کبھی میسر نہ آئی۔ اس روز حضرت میر الصاحب کی برکت سے نماز فجر باجماعت پڑھی۔ اور آئیندہ بھی پڑھنے لگ گیا۔ حاصل کلام جو طبیعت تذبذب میں تھی۔ وہ نہ رہی۔ اور یہ سمجھا۔ کہ حضرت میر الصاحب نے مجھے اپنی طرف کھینچا ہے۔ میں نے ارادہ کرلیا۔ کہ ضرور اُن کی بیعت کرونگا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت سید المرسلین خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید[1] شاہ محمدؐ صاحب قدس سرہٗ کی حویلی کے پاس جو مسجد ہے۔ اور جالندھر میں واقعہ ہے۔ تشریف فرما ہیں۔ اور بہت لوگ نیک بندوں میں سے گرداگرد بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور میں بھی اس مسجد میں ہوں حضرت پیغمبر خدا نے سید میر الصاحب کو یاد فرمایا۔ حاضرین میں سے ایک نے عرض کیا۔ کہ حاضر ہے۔ حضرت میر الصاحب نے جونہی کہ یہ بات سُنی۔ اُٹھے۔ اور خدمت حضور صلعم میں حاضر ہوئے۔ رسول اکرم صلعم نے فرمایا کہ اپنے مریدوں کی فہرست مجھے دیدو۔ حضرت میر الصاحب نے پیرہن سے اس کاغذ کو نکالا اور رکھوا۔ رسول اکرم صلعم نے فقیر کیطرف اشارہ کرکے

[1] اب آپکی اولاد میں سے حضرت سید مولوی غلام رسول شاہ صاحب [illegible]

فرمایا۔ کہ اس شخص کا نام اپنے مریدوں میں تحریر کرد۔ پس حضرت پیر دستگیر نے حضور کے روبرو مجھ گمنام کا نام فہرست میں اپنے ہاتھ سے لکھا۔ اسی دم میں خواب سے بیدار ہوگیا۔ اور شکر بجالایا۔ اور اُس روز سے میں نے اپنے آپکو حضرت میر الصاحب کے مریدوں میں شمار کیا اور کھلم کھلا کہتا تھا۔ کہ میں میر الصاحب کا خادم ہوں۔ چند مدت کے بعد اشتیاق قدمبوسی غالب ہوا۔ اور چاہا۔ کہ حضور کی زیارت سے مشرف ہوں۔ پھر اپنے دل میں سوچا۔ کہ بارگاہ عالی میں بغیر اجازت حاضر ہونا داخل بے ادبی ہے۔ اور خطرہ سے خالی نہیں۔ لازم ہے۔ کہ پہلے عرضی بحضور دیجاوے۔ جو حکم صادر ہو۔ اس پر عمل کیا جاوے۔ اس لئے میں نے ایک عریضہ لکھا۔ کہ فقیر کو قدمبوسی کا اشتیاق از حد ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کر دینا مناسب ہے۔ کہ تحصیل میں ابھی چند کتابیں پڑھنی باقی ہیں۔ اگر حکم ہو۔ تو ان کتابوں کو پھر کسی موقعہ پر چھوڑ کر حاضر ہو جاؤں۔ آگے جیسا ارشاد ہو۔ کیا جاوے۔ اس خط کے پڑھنے سے حضور میر الصاحب نے جواب لکھا۔ کہ تحصیل علم کئے بغیر مت آنا۔ کیا جلدی پڑی ہے۔ یا باقی صحبت باقی۔ اس جواب کے آنے پر باقی کتابوں کو جلدی جلدی پڑھنے کی کوشش کی۔ اور فراغت پاکر کعبہ مقصود کیطرف جانے کا ارادہ کرتا رہا۔ ہرچند کوشش کرتا رہا۔ مگر بموجب لِکُلِّ شَیْئٍ اٰفَتٌ وَ لِلْعِلْمِ اٰفَاتٌ تعویق ڈھیل پڑتی گئی۔ ایک رات خواب میں کیا دیکھتا ہوں۔ ایک بزرگ مجھے کہتا ہے۔ کہ جب تک فضیلت پناہ حضرت سید ابراہیم

کے شاگرد نہ بنوگے۔ تب تک تحصیل علم سے فارغ نہ ہوگے۔ اور
ایسی بیفائدہ کوشش کیوں کرتے ہو۔ اور کیوں اُن سید صاحب کیطرف
رجوع نہیں کرتے ہو۔ جب خواب سے بیدار ہُوا۔ تو سید صاحب
کیخدمت میں پہنچکر عرض کی۔ کہ مجھے کچھ پڑھایا کرو۔ انہوں نے عذر کیا
کہ ضعف اور ناطاقتی کے باعث ایک جگہ بیٹھنے کی طاقت نہیں رہی آخرالامر
جب میں نے زیادہ اصرار کیا۔ تو ازراہ شفقت بزرگانہ دو سبق شروع
کرائے۔ ایک تو کتاب الشفعہ کا ہدایہ منقولات۔ دوسرا شرح حسینی۔
میبدی بر ہدایت الحکمت از مباحث عنصریات۔ دو ہفتہ کے عرصہ
میں ان دونوں کتابوں کو عبور کرا دیا۔ اور دو تین سبق شرح مواقف امور عامہ
سے بھی پڑھائے۔ اس کے بعد سید صاحب نے فرمایا۔ کہ مطالعہ تمہارا
صاف ہوگیا۔ اور اب سبق کی حاجت نہیں ہے۔ بعد ازاں تھوڑے دنوں
میں عالم محقق و جبر مدقق مولوی عبدالرحمٰن صاحب علیہ الرحمۃ کیخدمت میں رہ کر
علم سے فارغ ہوگیا۔ اور اب اس بات کے درپے ہُوا۔ کہ والد صاحب
کی اجازت لیکر حضرت پیر دستگیر کیخدمت میں جاؤں۔ جب اجازت چاہی
تو والد صاحب نے اگرچہ وہ باطن میں خوش تھے۔ مگر یہ خیال کرکے کہ حضرت
میراں صاحب اکثر پانی پت میں رہا کرتے ہیں۔ اور جالندھر سے وہاں
تک دس روز کا راستہ ہے۔ اور یہ بچہ ہے۔ نہایت کمزور ہے۔ اور
طاقت پیادہ چلنے کی نہیں رکھتا ہے۔ اور ابھی اُس نے سفر کی مشقت
نہیں دیکھی۔ اور سواری کی طاقت نہیں۔ شاید ہے۔ کہ سفر کی تنگیوں

میں پڑکر اعتقاد میں فرق نہ ڈال لے۔ میں نے اپنے دل میں یہ سوچا۔ کہ اگر والد
صاحب کی بغیر اجازت جاؤں تو اغلب ہے۔ کہ حضرت میراں صاحب ناراض ہوں
اور دربار میں حاضر نہ ہونے دیں۔ اور اس لئے میں ظاہری اور باطنی طور
سے راندہ جاؤں۔ لاچار کتابوں سے روایات تلاش کرنی شروع کیں۔ اور
میں نے کتاب عین العلم میں دیکھا۔ کہ سفر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک دینی چنانچہ
حصول تجربہ اور علم کے لئے سفر کا ارادہ۔ اخلاق کی اصلاح کیلئے۔ حج
کے لئے۔ جہاد کے لئے۔ مدینہ اور بیت المقدس کی زیارت کے لئے
بڑوں کے حالات مشاہدہ کرنے کی غرض سے اُنکی ملاقات کرنے کے لئے
اور اُنکی قبروں کی زیارت سے فایدہ اٹھانے کے لئے۔ دوسرا دنیاوی چنانچہ
فساد اور قحط سے بھاگنے کا سفر۔ پس حج اور علم حاصل کرنے کی غرض سے سفر
بے تامل کرنا چاہئے۔ خزانۃ الروایات فتاوی قاضی خاں میں یہ لکھا دیکھا۔ کہ
رَجُلٌ خَرَجَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ بِغَیْرِ اِذْنِ وَالِدَیْہِ فَلَا بَاسَ
بِہٖ وَلَمْ یَکُنْ ھٰذَا عُقُوْقًا قِیْلَ ھٰذَا اِذَا کَانَ مُلْتَحِیًا
فَاِنْ کَانَ اَمْرَدَ صَبِیْحَ الْوَجْہِ فَلَابِہٖ اَنْ یَّمْنَعَ مِنَ
الْخُرُوْجِ اور عین العلم میں پڑھا۔ کہ جو کچھ حدیث میں آیا ہے۔ کہ:۔
طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ اور اس معاینہ قلبی کے علم سے
یہ مراد ہے کہ علم تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔ پس ایسی ایسی روایات پڑھ کر
اپنے دل میں کہا۔ کہ سفر طلب علم کے لئے واجب ہے۔ اور والد صاحب
کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ اور سفر کرنیکا قصد شروع کیا۔ اور اس

وقت کا متلاشی رہا۔ کہ کونسا نیک وقت ہے کہ میں بغیر اطلاع والدصاحب
روانہ ہوں۔ چنانچہ ایسا عمدہ اتفاق ہؤا۔ کہ جناب والدصاحب برائے
وجہ معاش زراعت اور مزارعان کی خبرگیری کے لئے گاؤں تشریف لے
گئے تھے۔ اور سیدی سید محمدؐ جو سید عبدالرشید کے چچازاد بھائی اور حضرت
پیر دستگیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مرید تھے۔ چند خادموں کے ساتھ آنحضرت
کی زیارت کے واسطے تیار تھے۔ میں نے بھی اُن کو بزرگ مشفق اور
بجائے والد سمجھکر خیال کیا۔ کہ ان کے ہمراہ جانا غنیمت ہے۔ چونکہ
نحیف الجثہ تھا۔ دو تین ہی منزل طے کیں تھیں۔ کہ دونو پاؤں سوج
گئے۔ اور آبلے یعنی چھالے پڑ گئے۔ بعد ازاں اسطرف کی اسقدر کشش
تھی۔ اور خوشی تھی کہ بجائے ایک قدم کے دو قدم اٹھاتا تھا۔ اور قافلے
سے آگے رہتا تھا۔ یہانتک کہ بعض اوقات قافلے کو بہت دور پیچھے
چھوڑ جاتا تھا جس وقت خوفِ تنہائی کا خیال آتا تھا۔ تو بیٹھ جاتا تھا۔
تاکہ آرام کروں۔ جب قافلہ نزدیک آتا تھا۔ تو پھر چلتا تھا۔ یہانتک کہ
منزل بمنزل چلتے چلتے پانی پت منزل مقصود پر پہنچے۔ چونکہ سیدی سید محمدؐ
خدمت میں اکثر حاضر ہؤا کرتے تھے۔ اس لئے انہوں نے دربان سے کہا
کہ حضرت میراں صاحب کے پاس جاکر عرض کرے کہ جالندہریان نیاز حاصل
کرنے کیواسطے دروازہ پر کھڑے ہیں۔ دربان نے ہماری عرض پہنچا دی
حکم ہؤا کہ چلے آویں۔ جب حاضر ہوئے اور آداب بجا لائے میراں صاحب
نے نجان بوجھکر قہر آمیز زبان سے پوچھا۔ کہ تم کون ہو۔ سید محمدؐ نے عرض

کی۔ کہ سید محمدؐ وغیرہ۔ پھر حضور نے اسی جلال سے پوچھا کہ سید احمدؐ ساکن
تہاڑہ۔ سید محمدؐ نے عرض کی کہ حضور نہیں۔ سید محمدؐ جالندہری پھر حضور
نے فرمایا۔ کہ شاہجہان آباد سے آئے ہو۔ سید محمدؐ نے عرض کی کہ نہیں
حضرت جالندہر سے۔ پھر فرمایا۔ کہ شاہجہان آباد کیطرف بغرض تجارت
گئے تھے۔ پھر عرض کیا گیا۔ کہ محض حضور کی زیارت کو آئے ہیں۔ جونہی
کہ یہ الفاظ حضور نے سُنے۔ تو جلال میں آ گئے۔ اور کہا۔ کہ اے مردودو!
تم پیر کی کچھ حقیقت نہیں جانتے۔ اور خاطر میں نہیں لاتے۔ میں نے
بارہا تم سے کہا ہے۔ کہ موسم سرما میں اسطرف کا ارادہ نہ کرنا چاہیئے کیونکہ
راستہ میں تکلیف ہوگی۔ اور اگر کوئی پلید ہو جائے۔ اور بوجہ سردی کے خوف
کے غسل نہ کر سکے۔ اور نماز قضا ہو جاوے۔ خود گنہگار ہو۔ اور مجھے بھی
گناہ میں شامل کرے۔ کیونکہ وہ نماز میرے سبب قضا ہوگی۔ تم پیر و رسول
کے حکم کی تعمیل نہیں کرتے۔ اور قمار بازوں اور بدکاروں کی صحبت نہیں
چھوڑتے۔ غرضیکہ بہت سا جلال جس میں رنگ برنگ کی مہربانیاں
چھپی ہوئی تھیں۔ ظاہر ہوئیں۔ اس وقت حضور چارپائی پر رونق افروز
تھے۔ اور جلالت کی زبان میں فرمایا۔ کہ بیٹھ جاؤ۔ اور تم میں سے جو سید ہے
چارپائی پر بیٹھ جاوے۔ اور باقی لوگ فرش پر بیٹھ جاویں۔ ایک اور علیحدہ چارپائی
حضرت کے روبرو پڑی ہوئی تھی۔ میں اور سید محمدؐ بموجب حکم اُس چارپائی
پر بیٹھ گئے۔ کیونکہ ہم جناب عالی کے کرم سے واقف تھے۔ اگر کوئی کسی
قسم کی عدول حکمی کرتا تھا۔ خواہ وہ بوجہ ادب ہی کیوں نہ ہوتی۔ اس پر عتاب

کی نظر ہوتی تھی۔ اور دوسرے تمام لوگ فرش پر بیٹھ گئے۔ اور سید ابوالحسن باوجودیکہ سید اور ہم سے بڑا تھا۔ چارپائی پر بیٹھنے کی تاب نہ لاسکا۔ اور فرش پر بیٹھ گیا۔ لحظہ کے بعد ہی حضرت نے ازراہ کرم پوچھا۔ کہ بھائیو! بخیریت پہنچے؟ ہم نے بکمال عجز عرض کی۔ کہ حضور کی توجہ اور امداد سے بخیریت پہنچ گئے۔ اور اسی وقت چارپائی سے ہم لوگ اٹھ کر حضرت کی چارپائی کے نزدیک آگئے۔ اور یکے بعد دیگرے حضور سے مصافحہ کیا۔ یہانتک کہ خود چشم پوشی کرتے تھے۔ اور کسی کا نام نہ پوچھتے تھے جب نوبت مصافحہ کی احقر تک پہنچی۔ ہاتھ پکڑتے ہی فرمایا ہم کو تمہارے آنے کا انتظار تھا۔ اور پوچھا کہ تحصیل علم سے فارغ ہو گئے ہو۔ فقیر نے عرض کیا کہ حضور کی توجہ سے فراغت حاصل کر لی ہے۔ حضرت میراں صاحب نے فرمایا۔ بہت اچھا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے تم کو علوم ظاہری سے فارغ کیا۔ اسی طرح اس کام میں بھی تم کو انجام پر پہنچا وے۔ اسی روز ظہر کی نماز کے بعد طریقہ چشتیہ میں داخل کیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰالِكَ اور دستار خلافت عنائت فرما کر رخصت کیا۔

الغرض آپ جب بعد حصول خرقہ خلافت جالندھر میں آکر ہدایت خلق میں مشغول ہوئے۔ یہانتک مرجع انام تھا۔ کہ لاکھوں آدمی آپ کے فیض سے بہرہ مند ہوئے۔ اور فیض کی حالت یہ تھی۔ کہ جو طالب حق آپ کے پاس باعتقاد آتا تھا۔ بہ نظر کیمیا اثر سے ولی کامل ہو جاتا تھا الغرض آپ سے بہت سی خوارق و کرامات ظہور میں آئیں۔ جن کو آپکے

خلیفہ حضرت عبداللہ شاہ صاحب ساکن ہیگووال نے قلمبند کیا ہے۔ اور آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ چنانچہ (۱) شرح بوستان مسمی انہار الاسرار۔ (۲) شرح اخلاق ناصری (۳) کتاب نثر الجواہر حدیث کے علم میں۔ (۴) زبدۃ الروایہ علم فقہ میں۔ (۵) نزہتہ السالکین علم سلوک میں۔ آخر ۱۶۔ صفر ۱۳۰۲ ہجری کو شہباز عالم قدس گرم پرواز ہوا۔ اور اس مرد میدان تجرید شہنشاہ ممالک توحید و سلطان جہان تفرید نے مردانہ وار آخر نعمائے الٰہی کا جام نوش فرمایا۔ اور ہنگام الوصال کا پردہ درمیان سے اٹھایا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ٥ تاریخ وفات آپ کی "آفتاب چشتیہ" سے نکلتی ہے + روضہ شریف آپ کا جالندھر شہر بہشتی دروازہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور ہر سال ۵۔ محرم الحرام کو بڑا بھاری عرس ہوتا ہے۔ اور دور دور سے زائرین زیارت کو آتے ہیں۔ اور فیض حاصل کرتے ہیں۔ اس وقت آپ کے خاندان سے دو صاحبزادے سید نذیر اللہ شاہ صاحب و سید ارشاد اللہ شاہ صاحب حسنی موجود ہیں

اس بات کا ثبوت کہ یہ خانقاہ بہشتی دروازے کے نام سے کیوں مشہور ہوئی

حضرت عبداللہ شاہ ساکن ہیگووال خادم حضرت قطب الاقطاب شاہ علیم اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہمشیرہ زادہ بھائی حاجی نام بخش

یوں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جب میں معہ چند دیگر ہمراہی حج کے ارادہ سے گھر سے نکلے۔ منزلیں طے کرکے بادل پٹن جو سمندر کے کنارے ایک شہر ہے پہنچے۔ تو وہاں ایک ماہ سے کچھ دن زیادہ جہاز نہ چلنے کی وجہ سے ٹھہرنا پڑا۔ اس شہر میں ایک بزرگ سوداگری پیشہ صاحب باطن تھا اور اس کے بہت سے مرید تھے۔ جس مسجد میں ہم اترے تھے۔ اس میں آ دہی رات سے آکر ڈیڑھ گھڑی دن چڑھے تک یاد الٰہی کرتا تھا۔ ایک مرد حافظ قرآن شریف نے جو اس کا مرید تھا۔ مجھ سے الفت پیدا کرکے اسکی زیارت کرنے کے لئے شوق دلایا۔ میں نہیں مانتا تھا۔ مگر بہت کہہ سُنکر مجھے اپنے ساتھ لیجاکر اس بزرگ سے ملاقات کروائی۔ حافظ نے اس کی خدمت میں جاکر عرض کی۔ کہ یا حضرت یہ جوان ملک پنجاب سے حج کے ارادہ سے یہاں پہنچا ہے۔ اور جس مسجد میں آپ نماز پڑھا کرتے ہیں اترا ہوا ہے۔ اس کو یاد الٰہی سے کچھ آگاہ فرمائیے۔ وہ جوان اسی جگہ بیٹھا۔ اور کہا۔ آ۔ اے جوان! تمہیں کچھ تلقین کریں۔ میری طرف توجہ کرتے ہی کہنے لگا۔ کہ تیرا پیر دستگیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے ہے۔ اہل کمال ہے میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ اُن کے فرمان پر تمہیں عمل کرتے رہنا چاہئے۔ یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور اپنا راستہ لیا۔ اور میں جہاز پر سوار ہوکر بیت اللہ شریف پہنچا۔ حج میں ابھی ایک ماہ باقی تھا۔ مجھے کعبہ شریف میں رہتے چند دن ہوئے تھے کہ تپ اور اسہال (دست) کی مرض میں مبتلا ہوگیا۔ اس اثنا میں ہر روز ایک ماہ سے کچھ زیادہ دنوں تک پانچوں وقت فرضوں کی نماز میں تکبیر

کے وقت سے سلام پھیرنے تک حضرت پیر دستگیر شاہ علیم اللہ صاحب تشریف لاتے رہے۔ جب کچھ صحت ہونے لگی آپ نے بھی تشریف لانا بند فرمایا۔ صحت اور چلنے پھرنے کی طاقت ہونے پر میرا ارادہ تھا۔ کہ زیارت روضہ منورہ حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت یوسف وعلی نبینا و بیت المقدس و قدمبوسی حضرت غوث الثقلین سے مشرف ہوں۔ ایک رات سوتے ہوئے حضرت رسول الثقلین صلعم نے حکم صادر فرمایا۔ کہ جلدی اپنے گھر واپس چلے جاؤ۔ گھر بیٹھکر سید اپنے پیر کی زیارت کیا کرو یہی بہتر ہے۔ اور حضرت پیر دستگیر سے بھی یہی حکم صادر ہوا۔ اس لئے سب زیارتوں کے ارادہ کو چھوڑکر عزت نامی ہمراہی کیساتھ جہاز پر سوار ہوئے۔ ظہر کے وقت طوفان آیا۔ بارش ہونے اور سخت اندھیری چلنے لگی۔ یعنی طوفان آگیا۔ ملاحوں نے جہاز چلانے کو بہت زور لگایا۔ مگر کچھ بن نہ پڑا۔ جہاز کا نچلا حصہ ٹوٹ گیا۔ اور پانی سے بھر گیا۔ اور لوگوں کا اسباب کپڑے وغیرہ پانی سے تر ہوگئے۔ لوگ تمام اسباب تر و خشک جہاز کے اوپر کے حصہ میں رکھکر آپ بھی اسی میں جانوں سے ہاتھ دہوئے بیٹھے اور خدا سے گریہ وزاری کرکے بچاؤ کی دعا مانگتے تھے اور بندہ اپنے پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیکر اسطرح یاد کر رہا تھا "یا شیخ علیم اللہ الحسنی الحسینی الجالندہری وقت مدد است" ایک گھڑی بھر میں آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ تشریف فرما ہوکر فرمانے لگے۔ کہ تیرے دنیا کے دوست کہاں ہیں۔ جو تجھے اس مہلک پر اور جانگداز آفت

سے بچائیں۔ اس ارشاد عالیہ سے زندگی کی امید ہوئی۔ بیقراری اور پریشانی دور ہو کر تسلی ہوئی۔ اور لوگوں کو میں نے بشارت دی۔ کہ خاطر جمع رکھو۔ خدا کے فضل وکرم سے اور حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی مدد سے نجات ہو جائیگی۔ دوسرے روز ایک جہاز خانہ کعبہ کیطرف سے آرہا تھا۔ ہم سب کرایہ دیکر معہ اپنے اسباب کے اس جہاز پر سوار ہو کر دریائے شور کو عبور کر کے خشکی پر پہنچے۔ چونکہ عرس حضرت بابا فرید شکر گنج نزدیک تھا۔ اس لئے وہیں سے پہلے پاک پٹن کا ارادہ کر لیا۔ عرس شریف سے دو تین روز پہلے پہنچکر درگاہ حضرت فریدالدین گنج شکر کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ وہاں حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے ایک دو خادموں نے جو اسجگہ درگاہ حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیواسطے پاک پٹن آئے ہوئے تھے۔ اس عاجز سے ظاہر کیا۔ کہ امسال ماہ صفر کی ۱۶- تاریخ کو حضرت پیر دستگیر نے وفات پائی۔ یہ خبر شدت اثر سنکر نہایت رنج وغم ہوا اس رنج والم میں ایک رات شیخ فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں فرمایا کہ تم نے ہمارے بہشتی دروازے سے گذر کی۔ مگر جاؤ۔ اپنے پیر دستگیر کے بہشتی دروازہ سے گذرو۔ کیونکہ حق تعالےٰ جل شانہٗ نے اپنے فضل وکرم سے اپنے بندوں کی نجات کے لئے وہ دروازہ بھی بہشتی ہی بنا دیا ہے۔ صرف چار پانچ روز وہاں رہ کر اپنے گھر پہنچکر حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے روضہ مبارک کی زیارت کر کے حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

کے بہشتی دروازہ سے گذر کر دولت ونعمت الٰہی حاصل کی۔ اور بہشتی دروازہ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے روضہ شریف کا مشرقی دروازہ منورہ ہے

ابیات در صفت دروازہ

زہے باب چوں باب بیت العتیق — برآرندہ از چاہ عصیاں غریق
زہے باب ہر کو درو دخل یافت — ہمہ کار خود را ازو حل یافت
زہے باب ہر کو گذشت اندر او — بامن آمد از آتش ذیل او۔
زہے باب چوں باب کعبہ شریف — ز نور الٰہی شد آں ہم شریف۔
زہے باب چوں باب بیت الحرام — بکن داخلیش بجنت خرام
زہے باب ہر کو ازاں در گذشت — ز رنج وغم دو جہاں برگذشت

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

شمائل نامہ حضرت قبلہ مرشدی ہادی آگاہ دل کامل مکمل اکمل پیر دستگیر رضی

قد میانہ وسر مبارک میانہ۔ کشادہ پیشانی۔ تفاوت درمیان ہر دو ابرو۔ بلند بینی۔ اسود العینین۔ ہر دو لب باریک۔ بر رخسارہ چپ خال مستہ سیاہ۔ وبر تمام چہرہ اندک خالہائے چیچک۔ ورنگ بدن گندمی۔ وکشادہ سینہ ہمچنیں کف ہر دو دست ودراز انگشتان از پس لکت واز طرف پیش باریک وگوشت روئے انگشتاں ببالا میل کردہ و

بناخنہائے چسپیدہ۔ وہر دو قدم میانہ و سبک و کف ہر دو قدم صاف ہر دو
زیر و بالائے آں ہر دو قدم ہیچ خم بلندی نے۔ و بر تمام جسم موئے اندک وور
اخلاق و اوصاف و اقوال و افعال و سیرت چوں ذات پاک حضرت محمد
مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ؁

شجرہ شریف عالیہ قادریہ

از حضرت سید ثناء اللہ شاہ صاحب جالندہری رحمۃ اللہ علیہ

کر نہیں سکتا ادا تیرا شکر اے ذو الجلال | گو پڑا ہوں فکر کے دریا میں ہی ہو کر نڈھال
تم نے بخشا ہے اک مرشد صاحب کمال | رین دن غم میں جس کے کر رہا ہوں یہ سوال

یا علیم اللہ جی سید عتیق اللہ کے لعل
سید حضرت بھیکہ کے صدقے میری کر پرتپال

چرخ کی گردش نے ابتو کر دیا ہے بیقرار | جس کا تختہ بہا جاتا ہے اندر منجدھار
واسطہ حضرت ابو المعالی سنو میری پکار | جس طرح جانو کرو تم اس میرے بیڑے کو پار

یا علیم اللہ جی سید عتیق اللہ کے لعل
سید حضرت بھیکہ کے صدقے میری کر پرتپال

واسطہ داؤد و صادق کے کرو گے مستجاب | واسطہ صادق محمد یہ عرض میری شتاب
بو سعید نور کے صدقے جواب باصواب | مجھکو دلواؤ کرم سے ہوں بہت میں اضطراب

یا علیم اللہ جی سید عتیق اللہ کے لعل
سید حضرت بھیکہ کے صدقے میری کر پرتپال

یا نظام الدین شکور و یا جلال الدین پیر | قطب عالم شیخ ابو القدوس ہیں روشن ضمیر
اور جو ہیں درویش قاسم اور صاند رہبے نظیر | نام لے ہر ایک کا کہتا ہوں سن اے دستگیر

یا علیم اللہ جی سید عتیق اللہ کے لعل
سید حضرت بھیکہ کے صدقے میری کر پرتپال

شیخ بدھ حسن ہیں بھرا یچ میں جوں آفتاب | سید لسا و ا سید اجمل روشن ماہتاب
ہیں جلال الدین بخاری سب کرامت میں آب | واسطے ہر ایک کے کر عرض میری مستجاب

یا علیم اللہ جی سید عتیق اللہ کے لعل
سید حضرت بھیکہ کے صدقے میری کر پرتپال

یا محمد غوث جی اور شیخ فاضل جی جنید | بو المکارم شیخ فاضل جی جو ہیں جگ میں عید
لاج بانہہ پکڑے کی مت کر دے بیچ کو نا امید | مخلصی میری کرو ہوں بلا کے بیچ قید

یا علیم اللہ جی سید عتیق اللہ کے لعل
سید حضرت بھیکہ کے صدقے میری کر پرتپال

شیخ قطب الدین ابو الغیث کی خوبی ہے عیاں | شیخ شمس الدین علی لافلح جو ہیں شیریں بیان
جنکو بخشا ہے علی عطا آدرنے سر نہاں | وہ مجھے حضرت محی الدین کے صدقہ کا دان

یا علیم اللہ جی سید عتیق اللہ کے لعل
سید حضرت بھیکہ کے صدقے میری کر پرتپال

یا محی الدین تم اس ناؤ کے ہو ناخدا | نیک و بد سن نام تیرا ناؤ تیری پر چڑھا
نام اپنے کے لئے اس کو کنارہ پر لگا | مرشد ہے کیلئے سن لیجیو یہ التجا

یا علیم اللہ جی سید عتیق اللہ کے لعل
سید حضرت بھیکہ کے صدقے میری کر پرتپال

بوسعید مخزومی اور ابوالحسن جی مقدسی — اور ابویوسف کو تونے بیش نعمت بخشدی
شیخ عبدالواحد اور عبدالعزیز یمنوی — واسطے ابوبکر شبلی کر مدد دربیکسی ۴

یا علیم اللہ جی سید عتیق اللہ کے لعل۔
سید حضرت بھیکہ کے صدقے میری کر پرتپال

یا ابوالقاسم اور سری سقطی صاحب الغیب — اور جو ہیں معروف کرخی درد مند کے طبیب
واسطہ داؤد طائی واسطہ عجمی حبیب — حسن البصری کیلئے سن لیجیو عرض غریب

یا علیم اللہ جی سید عتیق اللہ کے لعل
سید حضرت بھیکہ کے صدقے میری کر پرتپال

واسطہ حضرت علی سنیو میری یہ التجا — وہ علی ساقی کوثر ابن عم مصطفےٰ
حل مشکل سرور دیں شافع یوم الحساب — شاہ مرداں شیر یزداں اگر ہو تکے رہنما

یا علیم اللہ جی سید عتیق اللہ کے لعل
سید حضرت بھیکہ کے صدقے میری کر پرتپال

اب تو لیتا ہوں محمد مصطفےٰ صاحب کا نام — حق سے بخشا دینگے جو دن حشر کے امت تمام
الصلوٰۃ والسلام اس ذات پر ہووے مدام — جنکی آل پاک سے ہے عرض میری صبح و شام

یا علیم اللہ جی سید عتیق اللہ کے لعل
سید حضرت بھیکہ کے صدقے میری کر پرتپال

کیوں نہ بخشی جاویگی یہ امت حضرت نبیؐ — اہل معراج افتخار ہر نبی و ہر ولی۔
ہیں سپاہی جنکی ملکوت و بشر جن و پری۔ — مالک ملک دو عالم تاجدار سروری

یا علیم اللہ جی سید عتیق اللہ کے لعل
سید حضرت بھیکہ کے صدقے میری کر پرتپالی

ہر سے اے آل آنحضرت رسول اللہ کے — خاص اولاد علی صاحب رضی اللہ کے
نور چشم فاطمہ بنت رسول اللہ کے — لاڈلے حسنین فرزند عتیق اللہ کے

یا علیم اللہ جی سید عتیق اللہ کے لعل
سید حضرت بھیکہ کے صدقے میری کر پرتپال

فیض کو پہنچا تیرے دربار کا ہر خاص و عام — میں بھی آیا دور سے سنکر تیرا فیض تمام
در تمہارے آپڑا ہوں اے شہ عالیمقام — دو مرض میری ہیں تجھ سے بخشیو مجھکو تمام

یا علیم اللہ جی سید عتیق اللہ کے لعل
سید حضرت بھیکہ کے صدقے میری کر پرتپال

ایک تو اس جگ میں اپنی چاہتا ہوں آبرو — مت کرو محتاج غیروں کا مجھے ہرگز بمو۔
دوسرے محشر کو کر مجھ کو وسیہ کوثر سرخرو — اس مے اعمال بد کی کچھ نہ ہووے گفتگو

یا علیم اللہ جی سید عتیق اللہ کے لعل
سید حضرت بھیکہ کے صدقے میری کر پرتپال

ہو چکی یہ مدح اور یہ عرض عاصی کی تمام — کونسا عاصی جو وہ مشہور ہے عاصی غلام
کونسا عاصی جو ہے تیرے غلاموں کا غلام — کن غلاموں کی جن کا ورد ہے بعد از سلام

یا علیم اللہ جی سید عتیق اللہ کے لعل
سید حضرت بھیکہ کے صدقے میری کر پرتپال

کہ جبتک جسم پر سر ہے مرا سر ہو ترا در ہے	پھر آگے لاج تم کو ہی جو ہو منظور میراں جی
تصدق پیر اپنے کا ہے جس کا نام شاہ عالی	میری اس بیکسی پر کر نظر اک بار میراں جی
وہ ادنے سے ہوا اعلیٰ جو تیرے پاؤں سے لگا	مجمل روشن الہ ودیہ ہے اک اظہار میراں جی
بناسی گر کے مرنے سے لگا پھر لینے فقیروں میں	جو تیرے پاؤں آ لاگا کھلے اسرار میراں جی
یہی ہے عرض میری بس جناب پاک تیری تک	کہ دنیا میں رکھو تم کو سگ دربار میراں جی
وہی قسمت وا ورنہ پھر میں دیکھوں اپنی کچھ نسبی	جو تیرا فیض خلقت میں ہوا اظہار میراں جی
پلا مجھکو لبالب کر پیالے محبت کا	نشہ میں ہو دھون میں کبھی تو یوں اسرار میراں جی
نہ پائی عشق کی لذت نہ آیا کچھ مزا مجھکو	کئے ہر چند میں نے کار او افکار میراں جی
سُنا ہے میں نے نعمت دیتے ہو تم بے نصیبوں کو	میری قسمت میں کیوں لاگی ہے اتنی بار میراں جی
تعجب ہے کہ میں تجھ سے شہنشاہ کا گدا ہو کر	رہوں محروم نعمت سے پھر اللہ چاہ میراں جی
تباہ ہوا اب تیرا در چھوڑ کے جاؤں کہاں ہرجا	نہیں کچھ لاج ہے خواہ نیک ہو یا بد کا میراں جی

نہ ہو تو بیدل اے حافظ وہ شاہ سرور عالم ہے
ہوا وہ صدقہ دل سے تو سگ دربار میراں جی

شجرہ شریف چشتیاں اہل بہشت

رب نوں لائق حمد ثنائیں	پڑھو درود محمد ثنائیں	چوتھے یاراں نوں گھول گھمائیں
شاہ جیلاں نے ہو قربان	یارب مشکل کریں آسان	
سنو ایہہ شجرہ چشتیاں نوالا	چشتی پیر پیراں وچ اعلیٰ	کٹ سیاہی کرن اجالا
وینیدے شوق شراب عرفان	یارب مشکل کریں آسان	

جو کوئی طالب اس گھر دا	ہر دم یاد الٰہی کر دا	شاہ وزیر ہووں تیں پردا
قدرت گار [illegible]	یارب مشکل کریں آسان	
جو سچی پریت لگا کر لیوے	[illegible]	انشاء اللہ خطا نہ کھاوے
پاوے بجرہ نور ایمان	یارب مشکل کر آسان	
جو کوئی نال محبت پڑھدا	غفلت اندر مول نہ ہوندا	ہوندا دور دلیدا پردہ
ہووے خلد صاحب عرفان	یارب مشکل کریں آسان	
پیر فقیراں درجہ اعلیٰ	کیتا رب قدیر تعالیٰ	رہے نہ خالی خدمتیاں والا
پاوے دنیا دین ایمان	یارب مشکل کریں آسان	
حضرت شیخ فتح اللہ شاہ چشتی	کھیون ہارے دھندھ کشتی	دور کرو سب جھوٹی ہستی
ظاہر ویکھیاں نور ایمان	یارب مشکل کر آسان	
شاہ ثناء اللہ جی چشتی	بنّے لاؤ میری کشتی	تدھ بن میرا کوئی نہ پشتی
آپ ہو میرے کشتی بان	یارب مشکل کریں آسان	
حضرت شیخ ہدایت عالی	دو جگ پائی اوس کمالی	دوہیں جہانیں تبہ عالی
کامل ہوئے وچ فرقان	یارب مشکل کریں آسان	
حضرت شاہ عنایت عالی	در جیکے پھرن سوالی	آوے خلق مراداں والی
پاوے آساں کل جہان	یارب مشکل کریں آسان	
سب پیراں دے پیر پیراں پیر	سید جیب اللہ جی النور	سید عتیق اللہ کے گوہر
روشن چشتی وچ جہان	یارب مشکل کریں آسان	
حضرت بھیکہ حسینی جمالی	ابن محمد یوسف ثانی	ترمذ خاص وطن سیوانی
روضہ وچ گھڑام نہجان	یارب مشکل کریں آسان	

شاہ ابوالمعالی مدد کرنی ۔ بہر محمد اشرف حسنی ۔ حضرت یکے داتوں طنی
وچہ اللہ کے تخت مکان ۔ یارب مشکل کریں آسان

حضرت شیخ داؤد گنگوہی ۔ زیب فقر دی جن توں ہوئی ۔ اسکے جیہا جیہڑ نہ کوئی
برکت اسدی امن امان ۔ یارب مشکل کریں آسان

حضرت شیخ فتح اللہ حسنی ۔ جنکی دنیا کب پئی چھٹرنی ۔ ان کاہوں تعفیری طرنی
ہنیں مجھے کچہ اور دھیان ۔ یارب مشکل کریں آسان

ابوسعید ہوئے بن نور ۔ جگ وچہ جیہدا بہا ظہور ۔ لبھدے جہڑے دی ہیں مشہور
وچہ کرامت روشن جان ۔ یارب مشکل کریں آسان

نظام الدین ہے والی میرا ۔ جیہدا وچہ بلخ دے ڈیرا ۔ اُن کے جیہا بندا میں چیرا
ابوشکور کی ہے وہ جان ۔ یارب مشکل کریں آسان

جلال الدین تھانیسر والا ۔ راہ فقر جس کیا اوجالا ۔ پیر میرا ہے سب سے اعلےٰ
ہے محمود ولی کی شان ۔ یارب مشکل کریں آسان

حضرت عبدالقدوس گنگوہی ۔ زیب فقر دی جستھیں ہوئی ۔ اسدے جیہا ہور نہ کوئی
برکت اسدی امن امان ۔ یارب مشکل کریں آسان

شیخ محمد عارف عالی ۔ در جن کے پر بیٹھے سوالی ۔ آوے خلق مرادا والی
پاوے آساں کل جہان ۔ یارب مشکل کریں آسان

احمد عارف عبدالحق ۔ قطب العالم ہے بیشک ۔ شرف جنہاندا عارف حق
سب ولیوں کے رہبر جان ۔ یارب مشکل کریں آسان

حضرت عبدالحق مخدوم ۔ در جن کے پر رہے ہجوم ۔ لنگر جنکا ہے ہر یوم ۔
کھاوے نعمت کل جہان ۔ یارب مشکل کر آسان

پانی پت کے شاہ جلال ۔ دین ولی جس کیا کمال ۔ در اُن کے پر کراں سوال
سارا اپنا حال بیان ۔ یارب مشکل کریں آسان

شمس الدین ہے شاہ جگت کا ۔ ترک لائیت پانی پت کا ۔ پیر نہیں کوئی اسکی گت کا
سب پیروں پر بالا جان ۔ یارب مشکل کریں آسان

شیخ مخدوم علاؤ الدینا ۔ احمد صابر علی یقینا ۔ صاف کرو تم میرا سینہ
بخشو قطرہ نور ایمان ۔ یارب مشکل کریں آسان

شیخ فرید الدین پیارا ۔ فضل الٰہی اسپر بھارا ۔ در پہ آوے عالم سارا
چم چم خاک ہوواں قربان ۔ یارب مشکل کریں آسان

قطب الدین کاکی بختاور ۔ فضل الٰہی اسپر وافر ۔ سب قطبوں کے ہیں وہ سرور
رحمت حق کی اسپر جان ۔ یارب مشکل کریں آسان

خواجہ معین الدین جی چشتی ۔ یا حضرت تسکین ہے پشتی ۔ سنبے لاؤ میری کشتی ۔
آپ ہو میرے کشتیبان ۔ یارب مشکل کریں آسان

رحمت عثمان ہارونی نوں ۔ رب اپنا دے پیر دھنی نوں ۔ فیض پہنچاوے خلق گھنی نوں
وہ ہیں سب کے فیض رسان ۔ یارب مشکل کریں آسان

خواجہ حاجی پاک شریف ۔ زندن جیہدا شہر لطیف ۔ میتھوں نہ ہووے تعریف
صفت اُن کی کیا کراں بیان ۔ یارب مشکل کراں آسان

حضرت خواجہ ابومودود ۔ شتاب کرو میرا مقصود ۔ دیکھو دیدار ہوواں خوشنود
مدد وقت نزع دے جان ۔ یارب مشکل کریں آسان

حضرت یوسف ناصر الدین ۔ خواجہ چشتی اہل یقین ۔ مدد کرنی یوم الدین
روز حشر وا دکھا جان عو ۔ یارب مشکل کریں آسان

الواحمد ابدال معظم | جس نوں رب نے کیا مکرم | میں وچ شوق نہاند خورم
آس میری سب اسیر جان | یارب مشکل کریں آسان
حضرت ابو محمد خواج | درجن کے پہ نوبت باج | دین نبی کا تم سے گلج
راہ فقر جس کیا بیان | یارب مشکل کریں آسان
ابو اسحاق ہے چشتی شاہ | چشتیاں وچوں لقب ہے پایا | در پہ تیرے کراں غلامی
کرکے کرم ملاؤ وان ۲ | یارب مشکل کریں آسان
علو ممشاد دینوری پیر | یاد آوے وچ دکھی بھیڑ | معاف کرو میری تقصیر
آپ ہو میرے تکیہ تان۔ | یارب مشکل کریں آسان۔
حضرت خواجہ پیر ہبیرہ | یاد کراں میں نت سویرا | کرم ہبیرہ وچہ لاؤ نہ دیر
بصرہ تیرا تخت مکان ۲ | یارب مشکل کریں آسان
شیخ حذیفہ پیر ہمارا | جس نوں دیکھے عالم سارا | ہے بیچاروں کا وہ چارا
عبد الستار کی ہے وہ جان | یارب مشکل کریں آسان
حضرت ابراہیم ادھمی | آوے یاد ہزاریں گمی | شاہ غلام رہیں بن وگی
وہ بلخی سب کا ہے سلطان | یارب مشکل کریں آسان
فضیل عیاض مراتب بھارے | سب ولیاں سر اکسیر تارے | خادم ان کے رہن بچارے
فضل الٰہی اسیر جان ۲ | یارب مشکل کریں آسان
عبد الواحد زید مریابی۔ | جس نے پائی وحدت ربی | نام لیاں [illegible]
لا الٰہی میری ہے نہ بان ۲ | یارب مشکل کر آسان
صدقہ خواجہ حسن ولی دا | جس نے پایا حبیب علی دا | اور خلیفہ پاک نبی دا
بصرہ اس کا خاص مکان | یارب مشکل کر آسان

شاہ علی پر چند ڑی مکھ کوں | ڈر دا ادبوں ہو نہ بولوں | راضی رب ہے جس کی لوں
خادم حبیدا سب ہے مضمون | یارب مشکل کریں آسان
یارب برکت ایس کلام | صدقہ نبی علیہ السلام | کریوں عرض قبول غلام
مجھ پہ تیرا بڑا احسان ۲ | یارب مشکل کریں آسان
جو کوئی چاہے ہووان بہشتی | یاد کرے وہ شجرہ چشتی | بنے لگے اسد دی کشتی۔
روز حشر دے امن امان | یارب مشکل کریں آسان

حضرت میاں محمد جمال صاحب

(خلیفہ حضرت سید شاہ علیم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

آپکے والد بزرگوار میاں ولی محمد صاحب جو کہ سرہند میں سکونت رکھتے تھے۔ بوجہ کاروبار دنیاوی اور علی آکخان ساکن بستی شیخ درویش سے رشتہ اتحاد اور محبت کی وجہ سے بستی مذکور میں فضا لوں سے حیلے رہائش خرید کرکے سکونت اختیار کی۔ ان کے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمد جمال رکھا۔ پروردگار عالم سے جن خوش نصیب لوگوں کو غیر معمولی دل و دماغ عطا ہوتے ہیں۔ ان کے ارشاد و عادات بچپن ہی سے ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ گو ان کو یا کسی کو یہ علامات معلوم نہیں ہو سکتیں۔ مگر قدرت دیکھتی ہے بلکہ ان کی حفاظت [illegible] اور اس وقت کی منتظر رہتی ہے۔ کہ جب تجبر معمولی دل و دماغ بچپن کی منزلیں طے کرکے تلاش علم وعمل میں قدم رکھتا ہے۔ ایسے ہی خوش نصیب لوگوں

میں حضرت محمدؐ جمال صاحب بھی تھے جن کو بچپن ہی سے عام ہم عمر لڑکوں
کیساتھ مطلق رغبت نہ تھی۔ علیحدگی اور تنہائی کو پسند کیا کرتے تھے۔
نہ کسی لڑکے کے ساتھ لڑتے۔ نہ گالی گلوچ نکالتے۔ اور نہ ہی کبھی انہوں نے
شوخی کی جیسے کہ عام طور پر بچے کیا کرتے ہیں۔ لغویات فضول باتوں اور
کھیل کود سے آپ کو ابتدا ہی سے کچھ اُنس نہ تھا۔ اس پاک وجود
کی تربیت کا کیا کہنا۔ جس کو بچپن ہی سے لغویات اور تضیع اوقات
سے نفرت ہو۔ جب آپ کی عمر چھ سات سال کی ہوئی تو قرآن شریف
پڑھنا شروع کر دیا۔ تو دس سال کی عمر میں آپ اس صحیفہ اقدس کی
تعلیم سے فارغ ہو گئے۔ جب علم ظاہری میں مرتبہ کمال حاصل ہوا۔
اس وقت آپکے شباب کا آغاز تھا۔ شریعت اور مسائل دینیہ میں پوری
واقفیت رکھتے تھے۔ صوم و صلوٰۃ کے تو آپ بچپن ہی سے پابند تھے
مگر شباب میں جبکہ بڑے بڑے لوگ نیرنگی عالم کی دلچسپیوں پرست
ہو کر ڈگمگا جاتے ہیں۔ آپنے واقعی شیوۂ پیغمبری کا نمونہ دکھا دیا۔ اور دراصل
یہی زمانہ زندگی کے خطرناک ایام کہے جاتے ہیں۔ نیکی اور پرہیزگاری کی
منزل طے کرنے کے لئے یہ زبردست پلصراط ہے۔ جو تلوار سے بھی زیادہ
تیز اور بال سے بھی زیادہ باریک ہے۔ بقولیکہ

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری است
وقت پیری گرگ ظالم کے شود پرہیزگار

آپ ہمیشہ فقراء و درویشاں کی صحبت و مجلس سے بہت محظوظ

رہا کرتے تھے۔ اور کسی مرشد کامل کی تلاش کا ہر وقت خیال رکھتے تھے
جہاں کسی بندۂ خدا کا نام سنتے۔ فوراً جاتے۔ اور اسکی زیارت سے
مشرف ہوتے۔ چنانچہ کئی برس حضرت عبدالغفور صاحب ساکن بستی
دانشمنداں جو کہ خدا رسیدہ اور برگزیدہ بزرگ تھے۔ آنکی خدمت
میں حاضر ہوتے رہے۔ اور خدا طلبی کی باتیں کرتے رہے۔ اس کے
بعد کئی برس حضرت سید شاہ لطف اللہ صاحب عرف شہزادہ
صاحب جو کہ پیر دستگیر قطب الاقطاب حضرت سید شاہ بھیکہ صاحب
کے خلیفہ تھے۔ ان کی بھی خدمت اقدس میں جاکر فیض حاصل کرتے
رہے۔ چونکہ طبیعت میں روانی عشق اور حوصلہ زیادہ تھا۔ اس لئے
کسی جگہ سے طبیعت سیر نہ ہوتی تھی۔ آخر حضرت شاہ لطف اللہ صاحب
نے فرمایا۔ کہ آپکا نصیب تو ضرور خاندان چشتیہ میں ہے۔ اس لئے آپ
کو اس سلسلہ کے شیخ وقت حضرت شاہ علیم اللہ صاحب کیخدمت میں
حاضر ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ آپکا حصہ بھی اسی جگہ ہے۔ حسب الحکم
جب حضرت محمدؐ جمال صاحب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے۔ تو کثرت
شوق سے محمدؐ جمال صاحب پر اس قدر بے ہوشی وارد ہوئی۔ کہ برابر
تین دن اور رات آپ کو اپنے آپ کی خبر نہ رہی۔ چوتھی رات حضرت
قطب الاقطاب حضرت میراں سید بھیکہ صاحب نے جناب
حضرت شاہ علیم اللہ صاحب کو فرمایا۔ کہ تین دن سے فرزند محمد جمال
تمہاری ملاقات کو آیا ہوا استغراق محبت میں اسقدر مستغرق ہے

کہ اُسے خود اپنی بھی خبر نہیں۔ پس تمہیں چند روز اُسے اپنی ملازمت میں رکھ کر اُس کے مقصد کو پورا کرنا چاہیے جب صبح ہوئی شیخ الشیوخ حضرت شاہ علیم اللہ صاحب نے آکر آپکا ہاتھ پکڑا۔ اور آپ اُسی وقت عالم ہوش میں آگئے۔ اور خدمت شیخ میں بیٹھ کر باادب عرض کی۔ کہ یا شیخ الشیوخ عالم اس فقیر کو حضرت شاہ لطف اللہ صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ تیرا نصیب آپکے پاس ہے۔ پس آپ اس عقدہ کو حل فرماویں۔ یہ کلام سنکر حضرت پیر دستگیر نے ارشاد فرمایا۔ کہ بیٹا! جب تم فقیری اختیار کرنا چاہتے ہو۔ تو تم کو مجاہدہ و ریاضت سے دیرینہ زنگ اپنے دل سے دُور کرنا چاہیے۔ آپنے عرض کی۔ بسر و چشم۔ چنانچہ آپ رات دن عبادت و ریاضت شاقہ میں مصروف رہ کر اپنے آئینہ دل کو منور کرتے رہے۔ آخر کو خرقہ خلافت حاصل کیا۔ سہ

ست گور ایسا چاہیئے جو صیقل گر ہو۔
جنم جنم کے مورچے پل میں دیوے کھو
نین چھپائے کد چھپیں پیا گھونگٹ کی اوٹ
چتر نارا و رسور ما کریں لاکھ میں چوٹ
ستگور پورا سورما کرے شبد کی چوٹ
مارے گولا پریم کا ڈھئے بھرم کا کوٹ

چونکہ اکثر اوقات فقر و فاقہ میں بسر کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کو پانچ دن کھانے کو کچھ نہ ملا۔ آخر الامر آپ کو آپ کی بیوی نے

حاضر خدمت ہو کر عرض کی۔ کہ اب مجھ میں اور عیال میں بھوک کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رہی۔ یہ سُنکر آپنے مصلے اٹھایا جہاں سے آپ کو ایک بے مثل موتی مل گیا۔ جو آپ نے اپنی بیوی کے حوالہ کر دیا۔ ایک گھڑی بھی نہ گذری تھی کہ بی بی صاحبہ پر خواب نے غلبہ کیا۔ عالم خواب میں آپ کو بہشت نظر آیا جس میں ایک بڑا محل دکھائی دیا۔ جو بڑے بڑے موتیوں سے بنا ہُوا تھا۔ مگر اُس کے ایک دروازہ کا کنگرہ نہ تھا۔ آپنے دریافت کیا۔ کہ یہ کس کا محل ہے۔ پاسبانوں نے عرض کیا۔ کہ حضرت میاں محمد جمال اور اُن کی بیوی کا۔ آپنے پھر پوچھا۔ کہ اس کا ایک کنگرہ کیوں غائب ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ اُس موتی کے عوض جو اُس نے دنیا میں لے لیا ہے۔ جب بی بی صاحبہ کی آنکھ کھلی۔ آپ فوراً وہ موتی لیکر شیخ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور عرض کیا۔ کہ یہ جہاں سے آپنے منگایا ہے۔ وہیں واپس بھیجدیں۔ آپنے یہ سُنکر تبسم فرمایا۔ اور وہ اسی جگہ غائب ہو گیا

الغرض میاں محمد جمال صاحب حضرت قطب الاقطاب جناب شاہ علیم اللہ صاحب کی عنایات اور مہربانی سے ایسے کمال کے معراج تک پہنچے۔ کہ ہزاراں بندگان خدا نے حسب لیاقت فیض حاصل کیا۔ اور بہت سے خوارق و کرامات آپ سے ظہور میں آئیں جو بیان سے باہر ہیں۔ آخرش ۱۱۔ رجب المرجب سنہ ۱۲۶۴ ہجری کو اس جہان فانی سے رحلت فرمائی ❊

درگاہ شریف بستی شیخ درویش میں جو مرجع خاص و عام ہے۔ اور ہر سال بتاریخ ۱۱۔ رجب المرجب بھاری عرس ہوتا ہے۔ آپ نے خرقۂ خلافت میاں علی شاہ صاحب کو عطا فرمایا۔ اُن سے حضرت میاں غلام قادر شاہ کو عطا ہُوا۔ اُن سے اُن کے دو صاحبزادوں یعنی میاں غلام محی الدین و میاں عبدالرحمن صاحب کو عطا ہُوا۔ جو اس وقت اپنی مسند پر متمکن ہیں۔ اور اپنے بزرگوں کے رسم و رواج کو بڑی عمدگی اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے ہیں ؛

تاریخہائے وفات و مدفن حضرات خواجگان چشت

نمبر شمار	نام بزرگ	تاریخ وفات	مدفن
۱	حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم	۲۔ یا ۱۳۔ ربیع الاول	مدینہ شریف
۲	جناب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہٗ	۲۱۔ یا ۲۳۔ رمضان المبارک	نجف اشرف
۳	عرس حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ	یکم رجب المرجب	بصرہ
۴	" " عبدالواحد بن زیدؒ	۲۷۔ صفر	"

نمبر شمار	نام بزرگ	تاریخ وفات	مدفن
۵	عرس حضرت خواجہ فضیل عیاضؒ	۲۹۔ محرم الحرام	جنت البقیع
۶	" " ابراہیم بن ادھمؒ	یکم یا ۱۴ شوال	ملک شام
۷	" " حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۔ یا ۱۸۔ "	مرعش
۸	" " ہبیرہ بصریؒ "	۷۔ یا ۱۸۔ "	بصرہ
۹	" " علو ممشاد دینوریؒ	۱۴۔ صفر	دینور
۱۰	" " ابواسحق شامیؒ	۱۴۔ ربیع الآخر	عکہ ملک شام
۱۱	" " ابواحمد چشتیؒ	۱۰۔ جمادی الآخر	قصبہ چشت
۱۲	" " ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ	یکم رجب المرجب	"
۱۳	" " ناصر الدین ابو یوسف چشتیؒ	۴۔ ربیع الآخر	"
۱۴	" " قطب الدین مودود چشتیؒ	یکم رجب المرجب	"
۱۵	" " حاجی شریف زندنیؒ	۳۔ یا ۴۔ "	زندن
۱۶	" " خواجہ عثمان ہارونیؒ	۶۔ ۱۲۔ شوال	مکہ شریف

نمبر شمار	نام بزرگ	تاریخ وفات	مدفن
١٧	عرس حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح	٦- رجب المرجب	اجمیر شریف
١٨	" " قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ	١٤- ربیع الاخر	دہلی
١٩	" " فرید الدین گنج شکر رح	٥- محرم الحرام	پاک پٹن
٢٠	" " علاؤ الدین علی احمد صابر رح	١٣- ربیع الاول	کلیر
٢١	" " شمس الدین ترک رح	١٠- جمادی الاخر	پانی پت
٢٢	" " جلال الدین قدس سرہٗ	١٣- ربیع الاول	"
٢٣	" " احمد عبد الحق "	١٥- جمادی الآخر	اردولی
٢٤	" " عارف بن احمد عبد الحق رح	١٧- صفر	"
٢٥	" " محمد بن عارف احمد عبد الحق رح	٢١- شعبان	"
٢٦	" " عبد القدوس رحمۃ اللہ علیہ	٢٣- جمادی الاخر	گنگوہ
٢٧	" " جلال الدین تھانیسری رح	٢٥- ذوالحجہ	تھانیسر
٢٨	" " نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ	٧- رجب	"

نمبر شمار	نام بزرگ	تاریخ وفات	مدفن
٢٩	عرس حضرت ابو سعید نور رح	یکم ربیع الآخر	گنگوہ
٣٠	" " صادق محمد بن فتح اللہ رح	٢٩- محرم الحرام	"
٣١	" " داؤد صادق رح	٦- رمضان المبارک	"
٣٢	" " شاہ ابو المعالی رح	١٢- ربیع الاول	انبٹھہ
٣٣	" " حضرت میر محمد سعید معروف بہ جگتیہ کھڑامی رح	٥- رمضان مگر بوجہ تکلیف درویشاں ١٢-١٣ شعبان مقرر ہے	کھڑام
٣٤	" " شاہ علیم اللہ صاحب فاضل جالندھری	١٦- صفر	جالندھر شہر
٣٥	" " سید عنایت اللہ رح	١٤- شعبان	"
٣٦	" " سید ہدایت اللہ رح	٥- محرم	"
٣٧	" " سید ثناء اللہ رح		"
٣٨	" " سید فتح اللہ شاہ رح	٢٩- رمضان مگر بوجہ تکلیف درویشاں ٥- شوال مقرر ہے	"

شجرہ شریف خاندان چشتیہ

از حضرت ثناء اللہ شاہ صاحب مرحوم جالندھری

گردش ایام ہے مجھکو رہائی دیجئے — سخت دکھ میں ہوں پڑا مجھکو دوائی دیجئے
گو کہ بد ہوں سر بسر لیکن بھلائی کیجئے — در تمہارے آ پڑا ہوں تو سمائی کیجئے۔

در پڑے کی اب تو کیا مردم ہنسائی کیجئے
یا علیم اللہ میری مشکل کشائی کیجئے

یا علیم اللہ واسطے حبیبہ میراں کے لئے — واسطے حضرت محی الدین میراں کیلئے
واسطے گلزار اپنے پیر پیراں کیلئے — گل شگفتہ باغ میں جو شاہ فتح اللہ کیلئے

در پڑے کی اب تو کیا مردم ہنسائی کیجئے
یا علیم اللہ میری مشکل کشائی کیجئے

لاڈلے تیرے پیارے شاہ ثناء اللہ جو ہیں — اور جگر کے ٹکڑے پیارے شاہ عنایت اللہ جو ہیں
یا عنایت اللہ در پہ عرض اب کرتا ہوں میں — ای چراغ چشتیاں نعت ہر دو یہ پڑھتا ہوں میں

در پڑے کی اب کیا مردم ہنسائی کیجئے
یا علیم اللہ میری مشکل کشائی کیجئے

پیر پایا تم نے حضرت حبیبہ سا حقانی — جن کے حضرت شاہ ابوالمعالی کا پایا جلال
وہ ابوالمعالی جن کا دو صادق کے نباہ — واسطے صادق محمد میر لوپا سوال

در پڑے کی اب تو کیا مردم ہنسائی کیجئے
یا علیم اللہ میری مشکل کشائی کیجئے

بوسعید نور اور حضرت نظام الدین شکور — اور جلال الدین محمود اُن سے تھا نیر یا نور
حضرت قدوس جن کا کل زمانہ میں ظہور — لیجئے میری خبر واسطے اُن کے ضرور

در پڑے کی اب تو کیا مردم ہنسائی کیجئے
یا علیم اللہ میری مشکل کشائی کیجئے۔

اب محمد عارف اور عارف احمد کی بات — ہیں بڑے مخدوم اور حضرت جلال الدین کی ذات
شیخ شمس الدین علی احمد ہیں صابر باصفات — یا فرید الدین شکر گنج حل المشکلات

در پڑے کی اب تو کیا مردم ہنسائی کیجئے
یا علیم اللہ میری مشکل کشائی کیجئے۔

خواجہ قطب الدین اور خواجہ معین الدین جی — خواجہ عثمان اور حاجی شریف زندنی
یا ابو مودود چشتی اور نصیر الدین جی — بو محمد کیلئے سن عرض مجھ ادنیٰ کی

در پڑے کی اب تو کیا مردم ہنسائی کیجئے۔
یا علیم اللہ میری مشکل کشائی کیجئے۔

اب ابو احمد ابو اسحق چشتی کے لئے — اور علو ممشاد اور حضرت ہبیرہ بصری
اور حذیفہ مرعشی جن کام غربا کیلئے — لیجئے میری خبر تم واسطے اُنکے

در پڑے کی اب تو کیا مردم ہنسائی کیجئے
یا علیم اللہ میری مشکل کشائی کیجئے

دستگیر واسطے سلطان ابراہیم ادہم — اور فضیل عیاض جنکے نام سے جاتا ہے غم
شیخ عبد الواحد اور حسن بصری کی قسم — در تمہارے آ پڑا ہوں کھویا ہے میری شرم

در پڑے کی اب تو کیا مردم ہنسائی کیجئے
یا علیم اللہ میری مشکل کشائی کیجئے۔

واسطے حضرت علی ابن ابیطالب شتاب — وہ جو ہیں ایلیا یا ابوالحسن یا بوتراب
حل مشکل سرور دین شافع الحساب — یا الٰہ العالمین کر عرض میری مستجاب

در پڑے کی اب تو کیا مردم منسائی کیجئے
یا علیم اللہ میری مشکل کشائی کیجئے۔

وہ علی المرتضیٰ شیر خدا دلدل سوار — جس نے بخشی ایک سائل کو تھی اونٹوں کی قطار
جن کے نامی ہیں جہاں میں تیغ دو سر آبدار — لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

در پڑے کی اب تو کیا مردم منسائی کیجئے۔
یا علیم اللہ میری مشکل کشائی کیجئے۔

واسطہ حضرت محمد مصطفےٰ ختم النبی — جن کو قرآں میں کہا یا حق نے اور لولاک بھی
دم بدم اس ذات پر صلوا علیہ و آلہ — کر کرم سے اک نظر اس حال پہ میرے کبھی

در پڑے کی اب تو کیا مشکل کشائی کیجئے۔
یا علیم اللہ میری مشکل کشائی کیجئے۔

سید السادات ختم المرسلیں حق کی آل — خاص اولاد علی شیر خدا قبل و قال
فاطمہ خاتون جنت کے چمن کے نونہال — لاڈلے حسنین کے سید عتیق اللہ کے لعل

در پڑے کی اب تو کیا مشکل کشائی کیجئے
یا علیم اللہ میری مشکل کشائی کیجئے۔

خاندان چشت کے بیشک کہ تم ہو آفتاب — اور گھرانے قادری کے واقعی ہو ماہتاب
میراں سید مصطفیٰ کے گلشن کے پھول تم ہو گلاب — یاد آتے ہیں مجھے پیر سر کے یہ صحبت شتاب

در پڑے کی اب تو کیا مشکل کشائی کیجئے
یا علیم اللہ میری مشکل کشائی کیجئے۔

ہوں گنہگار ہے شرمندہ بہت از رو سیاہ — منہ دکھا سکتا نہیں ہوگا میرا کیونکر نباہ
اس لئے اب آن پکڑی ہے تیری درگہ پناہ — جس طرح پر ہو میرا بیڑا کنارے پر لگا

در پڑے کی اب تو کیا مردم منسائی کیجئے
یا علیم اللہ میری مشکل کشائی کیجئے۔

یہ تو بیشک ہے کہ مجھ سا پر گناہ کوئی نہیں — نہ ہوا ہوگا کبھی آگے نہ اب ہوگا کہیں
لاج پکڑے کی شرم رکھو بادشاہ ملک دین — آپکی سنتا خدا ہے اور ختم المرسلیں

در پڑے کی اب تو کیا مردم منسائی کیجئے
یا علیم اللہ میری مشکل کشائی کیجئے۔

ہو رہا ہوں اب تیرے در کے غلاموں کا غلام — گو کہ بد ہوں سر بسر اور کچھ نہ کر سکتا ہوں کام
ہو چکا مشہور جگ میں بندۂ عاصی بنام — عرض کو کرنا قبول اور [illegible] کا سلام

در پڑے کی اب تو کیا مردم منسائی کیجئے
یا علیم اللہ میری مشکل کشائی کیجئے۔

۱ے تخلص حضرت سید شاہ اللہ شاہ صاحب مرحوم جالندھری +

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

یارب مجھے تو اپنی محبت نصیب کر ۔ دائم طواف کعبہ کی ہمت نصیب کر

یارب بجا قبر مبارک نبی پاک ۔ ایماں کی دو جہان میں نعمت نصیب کر

برکت سے چار یار کے اے خالق جہاں ۔ بہر گناہ بخش سعادت نصیب کر

حرمت سے بو بکر عمر عثمان علی کے بس ۔ وہ صدق و عدل شرم و شجاعت نصیب کر

یارب بحق حضرت حسنین خوش جمال ۔ حلم و حیا و لطف و سخاوت نصیب کر

حب نبی میں ہے جو مریض اور ناتواں ۔ اس عاشق نبی کی تو صحت نصیب کر

ہر کام میں خلوص سے مقبول ہو عمل ۔ صلحا و متقین کی اطاعت نصیب کر

اک التجا ہے تیری بارگاہ میں ۔ تو والدین کو میرے جنت نصیب کر

عالم تھے باعمل میرے مرشد تھے پیر تھے ۔ ان کا سا مجھکو زہد و عبادت نصیب کر

دن رات ان کا رہتا ہر دلیں میرے ۔ ایسے بزرگ کی مجھے صحبت نصیب کر

شرع نبی پہ مجھکو سدا مستقیم رکھ ۔ اہل حرم کی مثل ریاضت نصیب کر

باقی ہے نہ کوئی تمنا میرے کریم ۔ اپنے کرم سے مجھکو شہادت نصیب کر

کر حب دنیوی سے میرے دل کو پاک صاف ۔ خاطر جمع ہو دل کو قناعت نصیب کر

اکل حلال نصیب مجھے صدق مقال دے

اور آخرت کی بضاعت نصیب کر

احقر العباد محمد عطاء اللہ کاتب متصل وڑا لوالی کٹڑہ مہاں سنگھ امرتسر

شجرہ عالیہ قادریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ

والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

ہادینا و مولانا و مرشدنا و شفیعنا

قال الفقیر الحقیر غلام بھیک قادری من شیخ الاسلام

شیخ غلام قادر شاہ وہو من شیخ الاسلام محمد علی قادری

وہو من شیخ الاسلام [illegible] قطب الاقطاب

وہو من شیخ الاسلام حضرت [illegible] اللہ

القادری الجالندھری وہو من شیخ الاسلام

شیخ میر سعید [illegible] سید محمد یوسف

حسنی ترمذی سیوانی وہو من شیخ الاسلام

شیخ ابو المعالی محمد اشرف حسنی المکی وہو

من شیخ الاسلام شیخ داود بن باقی محمد وهو م
من شیخ الاسلام شیخ ابو سعید نور وهو من
شیخ الاسلام شیخ نظام الدین عبد الشکور
تھانیسری - وهو من شیخ الاسلام شیخ جلال الدین
محمود تھانیسری - وهو من شیخ الاسلام شیخ
عبد الله و... اسمعیل ... - وهو من شیخ الاسلام
شیخ درویش قاسم اودھی وهو من شیخ الاسلام
شیخ بڈھن بھڑائچی وهو من شیخ الاسلام
شیخ سید السادات سید اجمل وهو من شیخ الاسلام
سید جلال الدین بخاری عرف مخدوم جهانیان
وهو من شیخ الاسلام شیخ محمد بن عبد الغنی
وهو من شیخ الاسلام شیخ عبید ناضل و...
شیخ الاسلام ابو المکارم ... وهو من

شیخ قطب الدین ابو الغیث - وهو من شیخ الاسلام
شیخ الدین علی ... وهو من شیخ الاسلام
شیخ ... داود وهو من شیخ الاسلام شیخ
میر سید محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی
وهو من شیخ الاسلام شیخ ابو سعید مخزومی
وهو من شیخ الاسلام شیخ ابو یوسف الطرطوسی
وهو من شیخ الاسلام شیخ عبد العزیز
یمنی وهو من شیخ الاسلام شیخ ابو بکر شبلی
وهو من شیخ الاسلام شیخ ابو القاسم جنید
بغدادی وهو من شیخ الاسلام شیخ سری
السقطی وهو من شیخ الاسلام شیخ

معروف کرخی و ھو من شیخ الاسلام
شیخ داود طائی۔ و ھو من شیخ الاسلام
شیخ حبیب عجمی۔ وھو من شیخ الاسلام
شیخ خواجہ حسن بصری۔ و ھو من
شیخ الاسلام شیخ اسد اللہ الغالب امیر
المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجھہ
وھو من حضرت رسالت پناہ محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گر ہمے خواہی بعقبےٰ اے برادر سروری
باش در دُنیا محبِ خاندانِ قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

الٰہی بحرمت میاں غلام بھیکھ ۔
الٰہی بحرمت شیخ المشائخ میاں غلام قادر۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ محمد علیناؒ
الٰہی بحرمت شیخ المشائخ والاولیا حضرت محمد جمال۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ
والاولیا سید علیم اللہ شاہ حسنی جالندہری۔ الٰہی بحرمت شیخ المشائخ
والاولیا شیخ میر سعید عرف سید بھیکھ بن محمد یوسف حسینی ترمذی کا[illegible]
الٰہی بحرمت شیخ المشائخ والاولیا شیخ ابو المعالی بن سید محمد اشرف
حسینی المکی الٰہی بحرمت شیخ المشائخ والاولیا شیخ داؤد بن صالح
الٰہی بحرمت شیخ المشائخ والاولیا شیخ صادق محمد بن فتح اللہ الحنفی گنگوہی

الٰہی بحرمت شیخ المشائخ والاولیا شیخ ابوسعید بن نور محمد الٰہی بحرمت
شیخ المشائخ والاولیا شیخ نظام الدین بلخی بن عبدالشکور تھانیسری
الٰہی بحرمت شیخ المشائخ والاولیاء شیخ جلال الدین بن محمود تھانیسری
الٰہی بحرمت شیخ المشائخ والاولیا شیخ عبدالقدوس بن اسماعیل
حنفی گنگوہی الٰہی بحرمت شیخ المشائخ والاولیا شیخ محمد عارف عبدالحق
الٰہی بحرمت شیخ المشائخ والاولیا شیخ عارف احمد عبدالحق الٰہی بحرمت
شیخ المشائخ والاولیا شیخ مخدوم احمد عبدالحق الٰہی بحرمتہ شیخ المشائخ والاولیا
شیخ جلال الدین پانی پتی الٰہی بحرمت شیخ المشائخ والاولیاء شیخ
شمس الدین ترک پانی پتی الٰہی بحرمت شیخ المشائخ والاولیاء شیخ
علاء الدین علی احمد صابر الٰہی بحرمتہ شیخ المشائخ والاولیاء شیخ فریدالدین گنجشکر
اجودھنی الٰہی بحرمت شیخ المشائخ والاولیاء حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی

کاکی الٰہی بحرمت حضرت شیخ المشائخ والاولیا حضرت خواجہ معین الدین
چشتی ہندالولی عطاء رسول الٰہی بحرمت شیخ المشائخ والاولیا حضرت خواجہ
عثمان ہارونی الٰہی بحرمت حضرت شیخ المشائخ حاجی شریف زندنی الٰہی بحرمت
شیخ المشائخ والاولیاء شیخ ابومودود چشتی الٰہی بحرمتہ حضرت شیخ المشائخ
والاولیا شیخ ناصرالدین چشتی الٰہی بحرمتہ شیخ المشائخ والاولیاء شیخ ابو
محمد چشتی الٰہی بحرمتہ حضرت شیخ المشائخ شیخ ابواحمد چشتی الٰہی
شیخ المشائخ حضرت شیخ ابواسحاق شامی چشتی الٰہی بحرمتہ شیخ المشائخ
حضرت علو ممشاد دینوری الٰہی بحرمت شیخ المشائخ والاولیا
شیخ ہبیرۃ البصری الٰہی بحرمتہ شیخ المشائخ والاولیا شیخ حذیفہ
المرعشی الٰہی بحرمتہ شیخ المشائخ حضرت خواجہ سلطان ابراہیم
بلخی الٰہی بحرمتہ شیخ المشائخ والاولیاء شیخ فضیل بن
الٰہی بحرمتہ شیخ المشائخ والاولیاء شیخ عبدالواحد بن

الٰہی بحرمت شیخ المشائخ والاولیاء حضرت خواجہ حسن البصری

الٰہی بحرمت شیخ المشائخ والاولیاء حضرت اسد اللہ الغالب

امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ الٰہی بحرمت

حضرت سید المرسلین وخاتم النبیین ورسول رب العلمین صلی اللہ

علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

ہر کرا جاوید باید جنت الماوا بہشت

ہر زماں از صدق خواند شجرہ پیران چشت